حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

محسن خالد محسنؔ کی شخصیت اور شاعری کا تعارفی تجزیہ

An introductory analysis of Mohsin Khalid Mohsin's personality and poetry

ڈاکٹر ساجد محمود
لیکچرر، یونی ورسٹی آف سینٹرل پنجاب، سیالکوٹ کیمپس
darsajidmahmood@gmail.com
عظمیٰ نورین
شعبہ اُردو (گورنمنٹ ویمن یونی ورسٹی، سیالکوٹ)
uzmanoreengcwus@gmail.com

Dr Sajid Mahmood
Urdu Dept: Univeristy of Central Punjab,Sialkot Campus
Uzma Noreen
Urdu Dept:(G.C Women Univeristy,Sialkot)

ABSTRACT

This paper contains an introductory analysis of Mohsin Khalid Mohsin's personality and poetry. In this paper, Mohsin Khalid Mohsin's biography, educational journey, practical life, and literary journey will be analyzed. In this paper, a critical opinion will be established regarding Mohsin Khalid Mohsin's poetry and Mohsin Khalid Mohsin's poetic style will be critically evaluated in the genre of ghazal and poetry, and his individual themes, moods, ideas, and thoughts will be brought to the fore. This paper contains an introduction to the importance of Mohsin Khalid Mohsin's personality and poetry and the trial of his poetic individuality.

Key words: Mohsin Khalid Mohsin, something to say: evening wrapped in fog, after you, ghazal, free verse, prose poem, style, tradition, teacher, society, feminine consciousness, romanticism.

خلاصہ: یہ مقالہ محسن خالد محسنؔ کی شخصیت اور شاعری کے تعارفی تجزیے پر مشتمل ہے۔ اس مقالہ میں محسن خالد محسنؔ کی سوانح حیات، تعلیمی سفر، عملی زندگی اور ادبی سفر کے آغاز، ارتقا اور تصانیف و تخلیقات کا تجزیہ کیا جائے گا۔ اس مقالہ میں محسن خالد محسنؔ کی غزل گوئی اور نظم گوئی کے حوالے سے ناقدانہ رائے قائم کی جائے گی۔ محسن خالد محسنؔ کے شاعرانہ اُسلوب کا تنقیدی نکتہ نظر سے جائزہ لیتے ہوئے صنف غزل اور نظم گوئی میں ان کے انفرادی موضوعات، میلانات، تصورات اور افکار کو سامنے لایا جائے گا۔ یہ مقالہ محسن خالد محسنؔ کی شخصیت اور شاعری کے جملہ احوال کی تعارفی اہمیت اور شاعرانہ انفرادیت کا محاکمہ پر مشتمل ہے۔

کلیدی الفاظ: محسن خالد محسن، کچھ کہنا ہے، دُھند میں لپٹی شام، تیرے بعد، غزل، آزاد نظم، نثری نظم، اُسلوب، روایت، اُستاد، معاشرہ، نسائی شعور، رومانویت

اُردو زبان کا یہ خاصہ ہے کہ اس کی روانی کو برقرار رکھنے کے لیے تازہ پانی کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ پانی اس کی روانی کو نہ صرف بڑھا وا دیتا ہے بلکہ اس کی بو باس اور چمک و رنگ میں بھی نکھار لاتا ہے۔ زبان ترویج کا کام آہستہ آہستہ کرتی رہتی ہے۔ جیسے جیسے وقت آگے بڑھتا ہے، ویسے ویسے زبانوں کی تراش خراش کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ ایک وقت تھا جب اُردو زبان میں لکھنے والے چند افراد تھے اور اب یہ دور ہے کہ اس میں لکھنے والے، پڑھنے والوں سے زیادہ دکھائی دیتے ہیں، گویا جو لکھتا ہے وہ پڑھتا بھی ہے اور جو پڑھتا ہے وہ تو ضرور لکھتا ہے۔ لکھنے لکھانے کا یہ سلسلہ کسی بھی زبان کی ترقی اور فروغ کے لیے بہت ضروری ہے۔

HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اکیسویں برس میں اُردو زبان میں لکھنے والے سیکڑوں لکھاری سامنے آئے ہیں جن کی تحاریر میں ادبیت کی شان پائی جاتی ہے،ان لکھنے والوں میں ایک نام محسن خالد محسنؔ کا بھی ہے جنھوں نے بہت قلیل وقت میں حلقہ ادب میں اپنی ایک منفرد شناخت بنالی ہے۔ محسن خالد محسن ایک شاعر، نقاد، ادیب، کالم نگار اور اُستاد ہیں۔ان کی شخصیت اور جملہ ادبی کاوش میں زبان وادب کے جملہ رجحانات اور اعلیٰ انسانی اقدار کی چلتی پھرتی پرچھائیاں محوِر قص دکھائی دیتی ہے۔یہ مقالہ محسن خالد محسن کی شخصیت اور علمی وادبی کام کی تنقیدی تعین پر مشتمل ہے جس سے محسن خالد محسن کی شخصیت اوران کے علمی وادبی کام کو قارئین کے سامنے لانا مقصود ہے۔

محسن خالد محسن یکم جنوری 1987 کو ضلع قصور کی تحصیل چونیاں سے ملحق گاؤں رسول پور، چک نمبر 5 کرانی والا میں پیدا ہوئے۔ان کے والد کا نام خالد پرویز ہے جو پاک فوج میں لائس نائیک کی حیثیت سے 2006 میں سبکدوش ہوئے۔ محسن خالد محسن پانچ بہن بھائیوں میں منجھے ہیں۔ان کے بڑے بھائی کا محمد علی حسن ہیں جو گاؤں میں کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں،ان کی تین بہنیں (شمائلہ ناز، سدرہ ناز، اقرا ناز) ہیں، جو شادی شدہ ہیں اور اپنے گھر میں خوشحال زندگی بسر کررہی ہیں۔

محسن خالد محسن کا اصل نام محمد محسن خالد ہے۔انھوں نے شعور سنبھالنے کے بعد اپنا قلمی نام محسن خالد محسن اختیار کیا اور اسی نام سے حلقہ اُردو ادب میں معروف بھی ہوئے۔ محسن خالد محسن کی ابتدائی تعلیم پہلے گھر میں ہوئی، بعدازاں انھیں جامع مسجد سے ملحق مدرسہ میں داخل کروایا گیا جہاں سے انھوں نے ناظرہ پڑھا اور قرآن کی تکمیل کی۔ محسن خالد محسن اپنے ابتدائی زمانے کے بارے میں بتاتے ہیں:

> ''بچپن کا زمانہ مجھ پر یوں گزرا جیسے کوئی خواب دیکھا اور آنکھ کھُولنے سے قبل محو ہو گیا ہو۔ بچپن میں بہن بھائی کے ساتھ مدرسے جایا کرتے تھے۔ مدرسے کا مُلا بڑا بدمزاج تھا، مارپیٹ سے پڑھانے کا قائل تھا، ہاتھوں پر چھڑیاں مارتا تھا اور سبق کا اعادہ نہ ہونے کی صورت میں ایک ٹانگ پر کھڑا کیے رکھتا تھا جس سے پاؤں سوجھ جایا کرتے تھے، جیسے تیسے قرآن کو پڑھ کر یہ مشہور کر دیا کہ میں قرآن مکمل کر لیا ہے، یہ اس لیے کہ مُلا کی مار سے نجات مل سکے۔''(۱)

محسن خالد محسن نے ابتدائی پانچ جماعتیں گاؤں کے نجی سکول میں پڑھی، بعدزاں مڈل تک تعلیم انھوں نے گورنمنٹ ہائی سکول کرانی والا سے حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول حسین خان والا سے 2004 میں پاس کیا۔یہ گاؤں تین کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے جہاں کا تعلیمی ماحول پوری تحصیل میں معیار کا حامل ہے۔اس گاؤں میں 80 فیصد آبادی خواندہ ہے اور لاہور بورڈ میں اُستاد قمر صاحب کے بیٹے نے پہلی پوزیشن لے کر اس گاؤں کی تعلیم کے معیار کو ثابت کیا ہے۔ محسن خالد محسن میٹرک کی تعلیم کے سلسلے میں بتاتے ہیں:

> ''نہم جماعت میں میرا داخلہ چک نمبر 08 حسین خان والا میں ہوا، جہاں کے اساتذہ کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ مار مار کر چمڑی اُدھیڑ دیتے تھے۔ میرے حواس پر خوف کا یہ عالم تھا کہ سکول جانے سے بہتر جیل میں جانا پسند کر لیا تھا۔ جیسے تیسے سکول میں ابا جان جا کر داخل کروا آئے۔ جو بات مشہور ہو، وہ سچی بھی ہوتی ہے۔ مار پڑی اور خوب پڑی تاہم نتیجہ یہ آیا کہ ہم فیل ہوتے ہوتے سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوگئے۔''(۲)

میٹرک کے امتحان میں کامیابی کے بعد ستمبر 2004 میں گورنمنٹ گریجویٹ کالج، پتوکی میں آئی سی ایس میں داخلہ ہوا۔ محسن خالد محسن نے بتایا کہ انھیں ریاضی میں ہمیشہ سے مسئلہ رہا ہے۔ ریاضی مضمون کی سمجھ نہ ہونے کی وجہ سے انھوں نے ایف اے میں داخلہ تبدیل کروالیا اور گھر والوں کو اس بات کا علم ہونے سے قبل ایف کا امتحان پاس کر لیا اور یہ مشہور کر دیا کہ ہم نے کمپیوٹر میں ایف اے کر لیا ہے۔ محسن خالد محسن بتاتے ہیں:

> ''میٹرک کرنے کے بعد ابا جان میٹرک پاس کی خوشی میں کراچی سے کمپیوٹر لے کر آئے تھے۔ یہ واحد کمپیوٹر تھا جو ہمارے گاؤں میں تشریف لایا تھا۔ اس کمپیوٹر کو ہم نے کمال شوق سے اپنے کمرے میں رکھا اور پورے گاؤں کے لڑکے لڑکیوں کو بلامعاوضہ سکھایا اور رات بھر دوست احباب آتے رہتے اور ہم انھیں سکھاتے رہتے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ کمپیوٹر کی ہمیں سمجھ آگئی اور ہم گاؤں میں ماسٹر محسن کمپیوٹر والے مشہور ہوگئے۔''(۳)

ایف اے کرنے کے بعد 2006 میں اسی کالج میں بی اے میں داخلہ لیا، 2008 میں فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ طالب علمی کا زمانہ ناقابل فراموش ہوتا ہے۔ طالب علمی کے اس زمانے میں انسانی شعور پختہ ہوتا ہے۔ کئی جسمانی اور ذہنی بدلاؤ وقوع پذیر ہوتے ہیں جن کا انسان کی شخصیت پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ چار سال کا عرصہ پتوکی کے کالج کس طرح گزارا، اس حوالے سے محسن خالد محسن بتاتے ہیں:

> ''ایف اے سے لے کر بی اے تک چار سال روزانہ گاؤں سے پتوکی آنے جانے میں گزرے۔ گاؤں سے ایک بس روزانہ شہر جایا کرتی تھی۔ دیر ہونے سے چھُوٹ گئی تو پھر پیدل جانا پڑتا تھا یا جگہ جگہ سے تانگے یا سائیکل والے سے مدد

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

لے کر جاناپڑتا تھا۔ یہ چار سال میری زندگی کے بہترین سال تھے۔ خوب آوارگی کی اور بہت کچھ سیکھا جس کا اثر آج بھی ذہن وروح میں برابر محسوس کرتاہوں۔‘‘(۴)

مزید تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنا محسن خالد محسن کے لیے یوں مشکل ہوا کہ گھر کے ناسازگار حالات کی وجہ سے انھیں ملازمت کرنا پڑی۔ ملازمت کے سلسلے میں پتوکی شہر میں کچھ وقت گزارا۔ بعدازاں شیخوپورہ کی ایک بندپڑی فیکٹری راوی ریان میں کچھ عرصہ منشی کی ملازمت کی، علاوہ ازیں لاہور میں بھی چند دن قیام کیا۔

قیام لاہور سے انھیں یہ احساس ہوا کہ یوں ملازمت نہیں ملے گی، اچھی ملازمت کے لیے مزید پڑھنا پڑھے گا جس کے لیے محنت کی ضروری ہے۔ محسن خالد محسن نے واپس گھر کی راہ لی اور گھر والوں کی خواہش کے برخلاف جا کر ایم اے اُردو (نجی حیثیت سے) پتوکی کے معروف اُستاد یونس جان کی نگرانی میں پنجاب یونی ورسٹی سے سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔ تعلیم سے جزوقتی فراغت اور ملازمت کے حصول میں انھوں نے معاشرے کے بہت قریب سے دیکھا۔ اپنوں کی بے مروتی اور طوطا چشم روائیوں کو نفسیاتی اعتبار سے پرکھا اور اپنی ایک الگ راہ بنانے اور اس پر گامزن رہنے کی ذہنی تیاری شروع کردی۔ یہی وہ زمانہ ہے جس کا اثر ان کے کالمز اور شاعری میں براہ راست محسوس کیا جاسکتا ہے۔ محسن خالد محسن بتاتے ہیں:

’’ایم اے کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ ایک دن ڈاکٹر عظمت کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا کہ کون سا ایم اے کرنا چاہیے۔ وہ ان دنوں ڈاکٹری کے کورس کے علاوہ ایم اے اُردو بھی کررہے تھے۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ اسلامیات میں ایم اے تو سب کررہے ہیں، آپ ایسا کرو کہ ایم اے اردو کرلو، یہ ہماری اپنی زبان ہے اور سمجھ میں بھی آجاتی ہے، اس میں تمھیں آسانی رہے گی۔ ڈاکٹر عظمت کے مشورے سے ایم اے اردو کی تیاری شروع کی۔ جب کچھ سمجھ نہ آیا تو پتوکی کے مشہور اُردو اُستاد یونس جان سے راہنمائی لے، اس طرح سیکنڈ ڈویژن میں ایم اے اُردو پاس کرلیا۔‘‘(۵)

ایم اے کرنا اور ایم اے کیے ہوئے میں فرق روا رکھنا ایک معمولی سا فرق ہوتا ہے تاہم عملی زندگی میں اس فرق کو زمین اور آسمان کا فرق سمجھا جاتا ہے۔ یہی فرق محسن خالد محسن کی زندگی میں ایک کوہِ گراں ثابت ہوا اور انھوں نے پتوکی شہر میں شعبہ تعلیم میں قسمت آزمائی جہاں مسلسل ایک سال ناکامی کا منہ اس لیے دیکھنا پڑا کہ آتا جاتا کچھ نہیں تھا، بس سوالات کورٹ کرکے ڈگری لے لی تھی اور اُردو زبان وادب سے شناسائی اور ادبی ذوق کی آبیاری اُس طرح سے ہوئی نہیں تھی جو اِس شعبہ کا تقاضا تھی۔ اس ناکامی کی وجہ محسن خالد محسن یوں بتاتے ہیں:

’’گاؤں میں یہ رواج تھا کہ جس کا بیٹا جتنا زیادہ پڑھا ہوگا، وہ اُتنا ہی زیادہ لائق فائق اور لائقِ عزت ٹھہرایا جاتا ہے۔ بس یہی دُھن سوار تھی کہ جیسے تیسے ایم اے کرلینا ہے۔ ایم اے کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ ہمیں تو کچھ آتا جاتا نہیں ہے، اب کیا کیا جائے کہ گھر والے کمانے اور ہاتھ پر دھرنے کا تقاضا کرنے لگے اور ہم اپنے منہ میاں مٹھو بنے یہ تاثر دے رہے تھے کہ ہم سے زیادہ کسی کو علم اور جانکاری ہی نہیں ہے، اس بات کا بھانڈا یوں پھوٹا کہ سال جوتیاں چٹخاتے گزر گیا اور ملازمت کی مد میں ایک روپیہ بھی نہ کما سکے۔‘‘(۶)

تعلیم کے حصول کے بعد ملازمت کا مرحلہ درپیش ہوتا ہے۔ یہ وہ عہد یا دور ہے جس میں ہر انسان پر ابتلا و آزمائش کا پہاڑ ٹوٹتا ہے۔ انسان خود ملازمت کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ والدین مصر رہتے ہیں کہ نکمے پن اور نالائقی کی وجہ سے تمھیں کوئی ملازمت پر نہیں رکھتا۔ محسن خالد محسن کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی سلوک روا رکھا گیا۔

زمانہ آوارگی میں کوئی اور شغل نہ ہونے کی وجہ سے گھر میں پڑی کتابوں کو دوبارہ پڑھنا شروع کیا تو رفتہ رفتہ اُردو ادب سے دلچسپی پیدا ہونا شروع کی۔ میرؔ ، غالبؔ، آتشؔ، ناسخؔ اور داغؔ کی کلاسیکی شاعری کا کورس ورک پڑھا تو محسن خالد محسن کو یہ احساس ہوا کہ شاعری ایک اچھا اور وقت گزاری کا موزوں شغل ہے، یہ ایک بہتر کارِ گزاری ہے کہ شاعری کی جائے۔ یوں محسن خالد محسن ایک شاعر کی حیثیت سے خود کو شاعر قرار دے کر شاعری کرنے لگے اور دن رات اسی شغل میں گزرتے چلے۔

محسن خالد محسن بتاتے ہیں کہ انھوں نے چندماہ میں دو تین دفتر شاعری کے لکھ ڈالے اور انھیں چھپوانے کی غرض سے مولوی امتیاز علی ہمراہ شہرِ لاہور چلے آئے۔ لاہور میں ڈیفنس میں مقیم ایک معروف پبلشرز، حُسنِ قلم کے نام سے تھے جن کا اب انتقال ہو چکا ہے، انھوں نے شاعری سے بھرے تین رجسٹر دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔

محسن خالد محسن کہتے ہیں کہ وحید احمد زمان مرحوم بہت شفیق اور وضع دار آدمی تھے، انھوں نے یہ بھانپ لیا تھا کہ مجھے شاعری کا بس شوق ہے، وزن اور بحر و قافیہ کا کوئی علم نہیں۔ وحید احمد زمان نے رجسٹر کو ایک طرف رکھا اور یہ کہا یہ شاعری کی یہ کتاب میں شائع کردوں گا، آپ کے کلام میں توانائی موجود ہے، اگر آپ مزید محنت

کریں اور شاعر کی شاگردی میں شاعری کرنے کے فن کو سیکھ لیں تو آپ کی کتاب مفت شائع ہو جائے گی۔ یہ مثبت رویہ بظاہر خوشی کا باعث تھا، لیکن شاعری کو بے وزن قرار دے کر رد کر دینے کا افسوس انھیں ایک مدت تلک ٹیس میں مبتلا کیے رکھا۔

اس حادثہ کے بعد محسن خالد محسن شاعری کو چھوڑ کر ملازمت کی طرف سنجیدہ ہوئے اور یہ فیصلہ کر لیا کہ اب گاؤں کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دینا ہے اور لاہور شہر کو اپنا مسکن بنا لینا تھا۔ یہ فیصلہ ان کے لیے آسان نہ تھا تاہم انھوں نے جرات کر کے یہ ثابت کر دیا اور 2010 میں شہر لاہور منتقل ہو گئے۔ ایک برس لاہور شہر میں مختلف چھوٹی موٹی ملازمتوں میں گزارا۔ اس دوران ان کا قیام پھوپھی جان کے ہاں ملتان روڑ چوہنگ میں رہا۔

2011 میں انھوں نے اسلامیہ یونی ورسٹی بہاولپور سے بی ایڈ کا امتحان پاس کیا۔ اسی سال انھیں فیصل ٹاؤن لاہور میں واقع ایک نجی کالج آئی بی ایل میں جز وقتی لیکچرر کی حیثیت سے ملازمت مل گئی۔ یہ ملازمت ان کے لیے ایسی سازگار واقع ہوئی کہ پھر انھوں نے آگے بڑھنے اور لاہور کو مستقل اپنا ٹھکانہ بنانے کی نیت کر لی۔ محسن خالد محسن بتاتے ہیں:

> ''آئی بی ایل کالج میں تدریس کا موقع ملنا، لاہور میں مستقل اقامت اختیار کرنے کا سبب بنا۔ مبارک حیات صاحب جو اس ادارہ کے چیر مین تھے، اگر وہ انھیں یہ موقع فراہم نہ کرتے تو آج میں نے جو بھی اُردو زبان و ادب میں لکھا ہے اور مزید تعلیم کی تکمیل کی ہے وہ کبھی ممکن نہ ہوتی۔'' (۷)

لاہور میں قیام کے دوران انھوں نے 2013 میں اپنا پہلا شعری مجموعہ کچھ کہنا ہے، حُسنِ قلم پبلی کیشنز سے شائع کروایا۔ یہ مجموعہ غزلیات پر مشتمل ہے۔ اس مجموعے کی تقریبِ رونمائی آئی بی ایل کالج میں ہوئی، اس مجموعے کی اشاعت کے بعد محسن خالد محسن نے شاعری کو سنجیدگی سے لیا اور صنفِ غزل کے ساتھ نظم پر بھی توجہ دی۔

2016 میں ان کا دوسرا شعری مجموعہ دُھند میں لپٹی شام منظرِ عام پر آیا جس میں غزلیات کے ساتھ نثری نظموں میں تجربے کی کوشش بھی دکھائی دیتی ہے۔ یہ مجموعہ پہلے مجموعے کی نسبت زیادہ پختہ ہے اور اس میں متفرق خیالات و احساسات کی ایک متنوع جلوہ گری بھی دکھائی دیتی ہے۔

2015 میں انھوں نے لاہور کے معروف سکول، ڈی پی ایس، ماڈل ٹاؤن میں جونیر ٹیچر کی حیثیت سے ایڈہاک بیسڈ کی حیثیت سے تین ماہ پڑھایا۔ ڈی پی ایس کے ماحول اور تعلیمی معیار سے یہ بہت متاثر ہوئے اور یہی دوبارہ مستقل ملازم کی حیثیت سے تدریس کے فرائض کو انجام دینے کی کوشش میں انھوں نے 2015 کے اواخر میں این ٹی ایس کا امتحان پاس کر کے خود کو اس ادارہ میں مستقل ٹیچر کی حیثیت سے شامل کروالیا۔

محسن خالد محسن نے گاؤں چھوڑ دینے کے بعد شہرِ لاہور کو تخیل کی بجائے تجرباتی آنکھ سے دیکھا۔ اس شہر کے بارے میں ان کے تصورات اور خیالات کالمز اور شاعری میں بہت غائر محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ لاہور شہر میں جو بھی آتا ہے وہ اپنا آپ بھول جاتا ہے۔ یہ شہر اپنے اندر ایک طلسم رکھتا ہے جس کی اسیری سے رہائی ممکن نہیں ہوتی ہے۔

شہرِ لاہور کو علم و ادب کا مرکز قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں اُردو زبان و ادب کے ایسے ایسے رتن ہو گزرے ہیں جنھوں نے اس زبان کو زمین سے اُٹھا کر آسمان پر بٹھایا ہے۔ شہرِ لاہور کے تعلیمی ادارے اپنی مثال آپ ہیں۔ شہرِ لاہور میں خوابوں کی تعبیر ملتی ہیں اور تخیل کو پرواز ملتی ہے۔ محسن خالد محسن کی تحاریر میں اس شہر کی طلسم کاریوں کا تذکرہ جا بجا دکھائی دیتا ہے۔ محسن خالد محسن لاہور کے حوالے سے بتاتے ہیں:

> ''گاؤں چھوڑنا بہت مشکل تھا۔ زندگی کا ایک تہائی حصہ گاؤں کی آب و ہوا اور رہتل بہتل میں گزارا تھا۔ ملازمت کے حصول اور مزید تعلیم کا خواب لیے آنکھوں میں اشک بھرے جب شہرِ لاہور میں وارد ہوئے تو یہاں قسم قسم اور بھانت بھانت کے انداز و اطوار دیکھے تو جی گھبرایا اور للچایا اور شرمایا کہ یہاں تو دال نہیں گلنے کی، تاہم حوصلہ کر کے اس شہر کی بو باس کے تئیں خود کو ایڈجسٹ کرنے کی کوشش کی، اس شہر نے بہت قلیل وقت میں مجھے ایک پہچان اور شناخت دی ہے۔'' (۷)

محسن خالد محسن نے قیامِ لاہور کے دوران مزید تعلیم کے لیے نادرن یونی نوشہرہ میں ایم فل میں 2014 میں ایڈمیشن لے لیا۔ تین سال لاہور سے ہر ہفتہ نوشہرہ جایا کرتے تھے، اس دوران تدریسی معاملات میں بھی تعطل رہا اور گھریلو مسائل بھی نبرد آزما رہے۔ ایم فل کا کورس ورک مکمل کرنے کے بعد مقالہ کے مواد اور اس کی تکمیل کے سلسلے میں انھیں تعلیم کا سلسلہ کچھ وقت منقطع کرنا پڑا تاہم 2016 میں انھوں نے ایم فل مکمل کر لیا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

2016 میں ان کی تیسری تصنیف آبِ رواں کے نام سے دُعا پبلی کیشنز، لاہور سے شایع ہوئی۔ یہ نثری تصنیف ہے جس میں انھوں نے صنفِ اختصاریے میں طبع آزمائی کرنے کی کوشش کی۔ اس تصنیف میں ان کے متفرق خیالات و مشاہدات اور تجربات کا عرق ہے، اس کتاب کو پڑھتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ معاشرتی گھٹن، جبر، مصنوعی دباؤ اور دیہاتی زندگی کی مشکلات اور رسمی حدو قیود کی سرانڈ ایک ذہین اور سوچنے والے شعور پر کتنا گہرا اثر ثبت کرتی ہے۔

2016 کے اواخر میں میں انھوں نے نادرن یونی ورسٹی نوشہرہ میں پی ایچ ڈی میں داخلہ لے لیا جس میں انھوں نے کلاسیکی غزل کے لسانیاتی جائزے کو اپنا موضوعِ تحقیق بنایا۔ علم بیان کی معروف صنعت صنعتِ تلمیح کی مبادیات کا میر، غالب، آتش، ناسخ اور داغ کے کلام میں ناقدانہ تجزیہ کر کے اس فن کو اوجِ کمال بخشا۔ یہ مقالہ فن تلمیح کے مباحث کے حوالے سے بنیادی حوالہ رکھتا ہے۔

2018 میں پنجاب پبلک سروس کمیشن سے لیکچرار اُردو کی حیثیت سے منتخب ہو کر ڈسکہ سہر کے گورنمنٹ گریجویٹ کالج ڈسکہ میں دو برس گزار کر لاہور گورنمنٹ شاہ حسین ایسوسی ایٹ کالج میں ٹرانسفر ہو کر چلے آئے۔ محسن خالد محسن کی عملی زندگی میں کئی نشیب و فراز آئے تاہم انھوں نے مزید تعلیم کے سفر کو جاری رکھا اور علم و ادب سے بھی برابر دلچسپی ان کی دیکھی جاسکتی ہے۔

2019 میں ان کی شادی رابعہ بشیر سے ہوئی جو سول سیکرٹیریٹ میں شعبہ قانون و پارلیمانی امور میں لائبریرین کی حیثیت سے ملازم ہیں۔ مارچ 2020 میں ایمن زاھرا کا جنم ہوا۔ ایمن زھرا سے ایک باپ کی حیثیت سے محسن خالد محسن کی نظمیں ماہنامہ بیاض، ماہنامہ نیرنگ خیال اور ماہنامہ ترجیحات میں برابر پڑھنے کو ملتی ہیں۔

محسن خالد محسن کے دو شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے ایک اختصاریے پر مبنی کتاب آبِ رواں بھی تخلیق کی جو دُعا پبلی کیشنز سے شائع ہوئی۔ محسن خالد محسن کی نثری نظموں کا ایک غیر مطبوعہ مدون شعری مجموعہ بعنوان تیر ے بعد جلد منظرِ عام پر آنے والا ہے۔

محسن خالد محسن کی سوانح و شخصیت میں ایک عام انسان کے احوال کا تاثر ملتا ہے۔ انھوں نے روایتی انداز میں تعلیم حاصل کی اور روایتی انداز میں ہی عملی زندگی میں قدم رکھا۔ ادب کی طرف ان کا میلان کب ہوا اور جو کچھ انھوں نے نظم و نثر میں ہنوز لکھا ہے، اس کی تحریک انھیں کہاں سے ملی، اس کے بارے میں بتاتے ہیں:

> ''ادب سے مجھے کوئی خاص شغف نہیں تھا۔ ہاں، یہ ضرور تھا کہ طبیعت میں سنجیدگی اور متانت کا عُنصر دخیل تھا۔ انسانی حیات کے جملہ تضادات سے ایک گونہ اُنس ہونے کی وجہ سے چیزوں کی گہرائی میں اُتر کر دیکھنے کی حِس موجود تھی۔ بظاہر یہ عمومی رویہ تھا تاہم قلم اُٹھایا تو معلوم ہوا کہ مشاہدے کی زد میں آنے والا ایک گنج ہائے گراں مایہ ہے جسے قرطاس پر اُتارنے کی ضرورت ہے۔ لکھنا شروع کیا تو پھر رُکا نہیں ہنوز جاری ہے۔''(۸)

محسن خالد محسن کی شخصیت میں ایک عام انسان کے خصائل موجود ہیں۔ ان کے بارے یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ انھوں نے زندگی جو جس انداز سے دیکھا بالکل ویسے ہی نظم و نثر میں ڈھال دیا ہے۔ ان کی وضع قطع اور بول چال کا انداز دھیما، سُبک اور گہرا تاثر چھوڑنے والا ہے۔ بات کرتے ہوئے شرماتے ہیں اور جھکائے جب کسی موضوع پر رائے دیتے ہیں تو سُننے والے پر حیرت طاری کر دیتے ہیں۔ ان کے ہاں کھانے پینے میں تلون اور تعدد نہیں ملتا بلکہ جو کچھ میسر ہے، ہاتھ بڑھا کر اُٹھا لیتے ہیں اور حد سے متجاوز نہیں کرتے۔ پڑھنے لکھنے کے معاملے میں بھی سطحی ہیں البتہ جس چیز کا علم رکھتے ہیں، اُس میں درک کا اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ پروفیسر شہزاد مسیح بتاتے ہیں:

> ''محسن خالد محسن سے تعارف آئی بی ایل کالج میں ہوا تھا۔ ایک سادہ اور بے ضرر سا انسان پایا۔ آہستہ آہستہ بولنے اور دھیرے دھیرے کُھلنے والا ایک معمہ تھا جسے بات کر کے محسوس ہوا کہ اس سے مزید تعارف بڑھایا جائے۔ ان سے تعلق اُستوار ہوئے قریباً دس برس گزر چکے ہیں۔ میں آج بھی دس برس پیچھے ہوں اور وہ مجھ سے کہیں آگے نکل چکے ہیں۔ محسن خالد محسن نے میرے سامنے جس طرح گاؤں سے آکر اپنی ایک شناخت بنائی اور ادب میں مستقل محنت سے ایک مقام حاصل کیا، یہ میرے لیے حیرت اور خوشی کا ملا جُلا تاثر لیے ہوئے ہے۔ آج کی نظمیں اور کالمز پڑھتا ہوں تو خوشی ہوتی ہے اور حیرت بھی ہوتی ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس کے ساتھ شب و روز گزارنے کے باوجود اس کے اندر کے حساس لکھاری کو میں ٹٹول نہ سکا۔''(۹)

محسن خالد محسن کی شخصیت میں سادگی اور سادہ دلی کا عنصر بہت گہرا ملتا ہے۔ ان کے مزاج میں کلاسیکی روایت کا عنصر برابر جھلکتا ہے۔ ان سے شعر سنانے کی فرمائش کی جائے تو معروف شعرا کے شعر سنائیں گے، اپنے اشعار کو سنانے سے گریز کریں گے۔ ان کی شخصیت میں ایک فکر مند شخص کی شاعرانہ غنایت کا پرتو ملتا ہے۔ بظاہر

حرفِ سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

پُر سکون میں بباطن ایک مضطرب اور بے چین روح کا مالک یہ شخص اپنے اندر تنوع کا ایک جہان لیے ہوئے ہے جس کا مظاہرہ ان کی تحاریر میں محسوس ہوتا ہے۔ڈاکٹر انجم خان ان کی شخصیت کے بارے میں بتاتے ہیں:

> ''محسن خالد محسن سے میرا تعلق ایم فل کے کورس ورک میں ہوا۔ یہ صاحب سیدھے سادھے سبھاؤ کے مالک ہیں۔ گفتگو کرتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے زمانے بھر کا درد اپنے باطن میں چھپائے ہوئے ہیں۔ اپنی ذات سے بے نیاز دوسروں کے لیے فائدہ مند بننے کی آرزو میں رہتے ہیں۔ شاعری ان کی بہت کم پڑھی جبکہ تحقیقی مضامین اور کالمز باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔ان کا سماجی شعور بہت بڑھا ہوا ہے۔ان کی شخصیت میں درویشانہ اطوار کا عنصر بہت گہرا ہے۔ان سے ہر موضوع پر بات کی جاسکتی ہے۔ میں نے محسن خالد محسن کو ایک بہترین سامع پایا ہے۔ گھنٹوں ان سے گفتگو کیجیے، کبھی بوریت اور اکتاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتا بلکہ نہایت توجہ اور انہماک سے سنتا چلا جاتا ہے۔اس انسان میں ایک عام انسان سے خاص اور خاص سے کامیاب انسان کی جملہ صفات موجود ہیں۔''(۱۰)

محسن خالد محسن نے شاعری سے زیادہ نثر میں ہنر دکھایا ہے۔ان کے تحقیقی اور تنقیدی مضامین پاکستان کے معروف مصدقہ اور اول درجے کے ادبی جریدوں میں تواتر سے شایع ہو رہے ہیں۔ان کے ہاں شخصی ریاضت کا ایک تسلسل ملتا ہے۔ محسن خالد محسن نے جس صنف میں طبع آزمائی کی،اُس میں سطحی خیالات کی ترجمانی سے گریز کیا ہے اور جہاں تک ممکن ہو سکا،دبے کتبوں کو دریافت کرنے کی سعی کی ہے۔

محسن خالد محسن کی شاعری پر بات کی جائے تو سب سے پہلے ان کا شعری مجموعہ کچھ کہنا ہے سامنے آتا ہے۔ یہ مجموعہ 2013 میں حُسنِ قلم پبلی کیشنز سے شائع ہوا۔اس مجموعہ کی اشاعت سے ان کی شاعرانہ حیثیت کو قبول کیا گیا۔اس مجموعہ میں ان کے ابتدائی خیالات کا بیشتر حصہ رومانوی خیالات اور احساسات کے گرد گھومتا ہے۔

شعرا کے ہاں یہ عمل ایک سا ہے کہ شعرا کا پہلا مجموعہ کلام عموماً کچے پکے خیالات اور سطحی احساسات پر مبنی ہوتا ہے۔میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ہر انسان کے اندر ایک شاعر ہوتا ہے جس کے پاس دس پندرہ غزلوں کا مواد موجود ہوتا ہے۔گویا ہر انسان ابتدائی سطح پر ایک شاعر ہوتا ہے جس کے ہاں شعر کو سمجھنے اور اس کی پرکھ کی ابتدائی واقفیت ہوتی ہے۔

محسن خالد محسن کے اس شعری مجموعے کچھ کہنا ہے سے یہ احساس ہوتا ہے کہ شاعر نے بہت کچھ کہہ دینے کے باوجود مزید کچھ کہنا ہے کی آرزو کیوں کی ہے۔ایسا کیا ہے جو انھوں نے اس شعری مجموعے میں نہیں کہا ہے اور جو کہا ہے وہ کس نوعیت کا ہے؟ محسن خالد محسن کے پہلی شعری مجموعے کے پیش لفظ میں ڈاکٹر اجمل نیازی نے ان کی شخصیت اور شاعری کے بارے میں نہایت سلیس اور جامع انداز میں اپنا تنقیدی نکتہ نظر پیش کیا ہے۔ڈاکٹر اجمل نیازی لکھتے ہیں:

> ''مجھے بڑے شہروں سے دور کے منظر، پرندے اور شاعر اچھے لگتے ہیں، میرا یہ ایمان ہے کہ دور اُفتادہ جگہوں پر لوگ حیرانیوں اور ویرانیوں سے زیادہ آشنا ہوتے ہیں۔اس آشنائی تک تخلیقی رسائی ایک اور موضوع ہے۔ محسن خالد محسن اُردو زبان و ادب کا اُستاد ہے۔ ساری عمر لفظ و خیال کے تعاقب میں گزاری۔ عمر اس کی چھوٹی ہے مگر وہ اپنے اندر بڑا پرانا ہے۔اُس نے کسی اور مشغلے میں وقت کھپانے کی بجائے شاعری سے دوستی کی ہے، دوست بڑا چھوٹا یا اچھا بُرا نہیں ہوتا،اُس نے اپنے شعری مجموعے کا عنوان کچھ کہنا ہے رکھ کر بات ہی ختم کر دی ہے، وہ خوبصورتیوں کا دلدادہ ہے اور شاعری اُس کی قبا ہے۔ میرا اُس کو مشورہ ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ کہتا رہے۔'' (۱۱)

محسن خالد محسن کے اس شعری مجموعے میں اکہتر 71 غزلیات ہیں۔ غزلیات کی یہ تعداد ظاہر کرتی ہے کہ صنفِ غزل سے ان کی دلچسپی خاصی پرانی اور دیرپا ہے۔ محسن خالد محسن نے اس شعری مجموعے میں نثری نظم کو شامل نہیں کیا۔اس کی وجہ انھوں نے خود بیان کی ہے وہ اس شعری مجموعے کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

> ''کچھ کہنا ہے میری شاعری کا پہلا مجموعہ ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میری اس اولین کاوش میں پنہاں فکر اور ذوقِ آگاہی کے جذبے کو ضرور سراہیے گا بشرطیہ کہ کوئی شعر آپ کی نظر کے آئینے میں، کسی حسین پیکر کا نقش اُبھارنے کے ساتھ، دلی جذبات کے خاموش تاروں میں مترنم سرود کے سُروں کو متحرک کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اگر میرا ایک آدھ شعر بھی آپ کے دردِ دل پر دستک دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو میں سمجھوں گا میری محنت اکارت نہیں گئی۔''(۱۲)

محسن خالد محسن نے اس مجموعے کا انتساب میم جی کے نام کیا ہے۔ یہ میم جی کون ہیں اور ان سے محسن خالد محسن کا تعلق کس نوعیت کا ہے۔ اس کے بارے میں انھوں اسی شعری مجموعے کے پیش لفظ میں لکھا ہے۔ محسن خالد محسن لکھتے ہیں:

''اس مجموعہ کی اشاعت کا مقصد مجھے شاعر کا لقب پانے کی خواہش نہیں ہے بلکہ اپنی میم جی کے دل میں موجود میرے لیے محبت کا جو ایک حسین اور انمول احساس ہے، اُس کا عملی حصول ہے، جو سانس تو میرے وجود میں لیتا ہے لیکن دھڑکتا اُس کے دل میں ہے۔''(۱۳)

محسن خالد محسن کے شعری مجموعے کچھ کہنا ہے کا آغاز جس اولین غزل سے ہوتا ہے اُس کے سبھی اشعار میں انھوں نے اپنے دوست احباب اور عزیز و اقارب کا شکریہ ادا کیا ہے اور اواخر میں انھوں نے غزل کو نعتیہ بلکہ مناجاتی رنگ دے کر خدا تعالیٰ سے اس مجموعے کی قبولیت اور پذیرائی کی خواہش کی ہے۔

اے مرے ہم سفر تو سلامت رہے — مجھ کو حاصل یہ تیری رفاقت رہے
یاالٰہی میں چشمِ کرم کا ہوں طالب — مجھ گنہ گار پر تیری رحمت رہے
ہر کسی سے محبت سے ملتا رہوں — میرے دل میں نہ کوئی بھی نفرت رہے [14]

محسن خالد محسن کے ہاں ہر کسی سے محبت سے ملنے کی خواہش اِس بات کا اظہار ہے کہ ان کے ہاں اعلیٰ انسانی اقدار کی وقعت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ان کے اس شعری مجموعے میں ایک عام انسان کے جذبات کا اظہار ملتا ہے۔ اس مجموعہ کو پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ان کے دل پر میم جی کی بے مروتی کا ایک کوہِ گراں آکر بیٹھ گیا ہے جس کی دبازت سے ان کی سانس پھولی ہوئی ہے اور بے چینی اور بے قراری کے عالم میں ان کی آہ اور کراہ میں بھی دُعا کا پہلو مناجات بن کر گویا ہوتا ہے۔

زمانے کے رواجوں کا کبھی قائل نہیں تھا میں — اسی باعث تو تری جانب بھی مائل نہیں تھا میں
وہی اک شخص میرے راستے کا بن گیا پتھر — کبھی جس کے کسی بھی کام میں حائل نہیں تھا میں
مرے دامن میں رکھ دے تو محبت کا مہکتا پھول — مرے محسنؔ تری نفرت کا تو سائل نہیں تھا میں [15]

محسن خالد محسن کے ہاں شاعرانہ تموج کا اظہار متنوع صورتیں لیے ہوئے ہے۔ ان کی شاعری میں فطرت کے سبھی مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے ہاں خارج کی بجائے داخل کی تجرباتی صورتحال جلوہ گری کرتی دکھائی دیتی ہے۔ محسن خالد محسن نے زندگی کے سانحات کو یا تو قریب سے دیکھا ہے یا پھر ان کی حسِ مشاہدہ اتنی تیز ہے کہ ان کی آنکھ سے کوئی مغموم اور متردد احساس اوجھل نہیں ہو پاتا۔ مثال کے طور پر یہ اشعار ملاحظہ کیجیے جس میں ان کی دلی کیفیت میں نمناکی اور غضبناکی مدغم صورت لیے ہے

زیست اک بلبلے کی مانند ہے — پھر بھی لمبا عذاب ہے یارو [16]
رات دن بے قراری گھیرے رکھتی ہے مجھے — یاد اُس کی ظلم کیا کیا ڈھائے گی سوچا نہ تھا [17]
کتنا غم میں تڑپا ہوگا — رونے سے دل ہلکا ہوگا [18]
تمھاری دید کی خاطر جہاں کی خاک چھانی ہے — مری آوارگی کا سلسلہ تجھ سے ہی ملتا ہے [19]
تجھ سے شکوہ بھی نہیں کرنا مجھے — جا رہا ہوں شہر تیرا چھوڑ کر [20]

محسن خالد محسن کے ہاں جہاں زمانے کا گلہ اور شکوہ ملتا ہے وہاں واعظ و نصائح کا بیان بھی ملتا ہے۔ ان کی غزل کا رنگ متنوع انداز لیے ہوئے ہے۔ ان کی غزلوں کے مطلعے بہت خوبصورت اور توجہ کو جذب کرتے ہیں۔ شاعری کا تعلق انسان کے جذبات کے ساتھ ہوتے ہیں اور یہ جذبات دراصل ایک انسان کی کل کائنات ہوتے ہیں۔ اس کائنات کو شعری پیراہن دینے میں شعرا کا ہنر آخری درجے میں کارفرما نظر آتا ہے۔ یہ اشعار ملاحظہ کیجیے:

کچھ نہ کچھ کرتے رہنا تم — یوں نہ بے کار پھرتے رہنا تم
زندگی چار دن کی ہے تو ہو؟ — اس کمی سے نہ ڈرتے رہنا تم
اس کو حیران اور بھی کرنا — آگے دنیا سے بڑھتے رہنا تم [21]

دُنیا سے آگے بڑھنے کا تعلق بھی عجیب ہے۔ محسن خالد محسن کے ہاں زمانے کی شکایت بجا ملتی ہے۔ ان کے ہاں محبوب سے چھیڑ چھاڑ اور طنز کا نشاطیہ پہلو بھی ملتا ہے۔ غزل کی زمین کو سینچ کر ہموار کرنا اور اس سے توقع کے عین مطابق پھل پالینا ایک شاعری کی فکر کی تکمیل کا وہ آخری درجہ ہے جہاں اس کی ریاضت کو وقار اور منزلت نصیب ہوتی ہے۔ زندگی کو چار دن کی سمجھ کر اس سے خائف نہ ہونے والے محسن خالد محسن کے ہاں دُنیا کو حیران کرنے کا عمل بھی برابر دکھائی دیتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

والدین سے محبت کا جذبہ بھی عجب جذبہ ہے۔ یہ جذبہ انسانی فکر کی معراج کا نمائندہ بن کر روح کی اتھاہ گہرائیوں میں پنہاں احساسِ تفاخر کو سامنے لاتا ہے۔ محسن خالد محسن کے ہاں ماں اور باپ سے محبت اور عقیدت کا ایک دبیز احساس کچھ کہنا ہے میں ملتا ہے۔اس مجموعے میں جگہ جگہ اسی جذبے کی واردات ملتی ہے جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ محسن خالد محسن کی محبت کا تصوراتی پہلو متنوع اور ہمہ گیریت لیے ہوئے ہے۔ یہ اشعار دیکھیے:

ے کھلونے مجھ کو دلاؤ باپو — مجھے سینے سے لگاؤ باپ

ے تڑپتا ہوں دور تم سے رہ کر — نہ مجھ سے تم دور جاؤ باپو

ے مرے دل کی کرو حسرت پوری — مجھے ہاتھوں سے اُٹھاؤ باپو[22]

محسن خالد محسن کی غزل کا رنگ اپنے اندر کائنات کی وسیع تجربے کو لیے ہوئے ہے۔ان کی غزل میں سادگی، سلاست اور روانی کی خوبصورت روایت کا تتبع ملتا ہے۔ میر تقی میر کے اُسلوبِ شاعری سے ان کی شعوری واقفیت ہے۔ محسن خالد محسن نے اپنے پہلے شعری مجموعے کچھ کہنا ہے میں غزلیات کے انتخاب سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ غزل کہنا اور غزل کہتے رہنا دو علاحدہ اور الگ اندازِ فکر ہیں جس سے تادیر وابستہ رہنا ایک مشاق غزل گو کا وطیرہ ہے۔ان کی غزل میں خارجی پہلو کے داخلی پہلو کی کارفرمائی بھی نظر آتی ہے۔ایک طرح کی مکالماتی صورت ان کی غزل میں بہت فراواں محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً یہ اشعار دیکھیں:

ے اپنے اندر ہی کھو یار ہتا ہوں — اپنے رستے پہ چلتا رہتا ہوں

ے لوگ باتیں ہزار کرتے ہیں — میں کہ چپ چاپ سنتا رہتا ہوں

ے اپنے بیگانے سب ستم کرتے ہیں — میں ستم ان کے سہتا رہتا ہوں[23]

اپنی ہی دُھن میں چلتے رہنا بظاہر بہت آسان عمل ہے لیکن اسے تجربے سے گزار کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آسان کام ہر گز نہیں ہے۔ غم کا تعلق انسانی ذات سے متشکل ہوتا ہے۔انسان جتنا بہادر اور مضبوط اعصاب کا مالک کیوں نہ ہو، اس کے اندر کا حسّاس انسان زمانے کی سختیوں اور نارروائیں سے چُور ضرور ہوتا ہے۔ وحید احمد زمان لکھتے ہیں:

> "محسن خالد محسن سے ملیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی طویل گفتگو میں بیان کرتا ہے، اپنی اس طویل گفتگو میں اُردو کے قدرے مشکل اور بعض اوقات نامانوس الفاظ بھی استعمال کرتا ہے۔ عام فہم زبان میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ فلسفیانہ سی گفتگو کرتا دکھائی دیتا ہے لیکن اسی محسن خالد محسن کو کچھ کہنا ہے میں دیکھیں تو وہ بہت مختلف دکھائی دیتا ہے، اتنا مختلف کہ ہم اسے ایک حیران کر دینے والا شخص قرار دے سکتے ہیں۔"[۲۴]

شاعر کا قلب عام انسان کے مقابلے میں زیادہ حسّاس ہوتا ہے اور وہ معمولی اور سبک خیال کی ارزانی کو بھی غیر معمولی تناظر میں دیکھتا ہے۔ محسن خالد محسن کی شخصیت میں بھی ایسے ہی داعیات کی کارفرمائی دکھائی دیتی ہے۔ سہل ممتنع کے حامل یہ اشعار ملاحظہ کیجیے:

ے کتنا غم میں تڑپا ہوگا — رونے سے دل ہلکا ہوگا

ے اے ناداں سمجھ جا خود ہی — کیا جانے کب کیا کیا ہوگا

ے اک رستے پر چلتے رہنا — پھر ہی کوئی در وا ہوگا

ے تم نے جو دل کو توڑ دیا — ٹوٹے دل کا پھر کیا ہوگا[25]

وعدے کرنا اور پھر وعدے وفا نہ کرنا ایک انسان کی حد درجہ بد معاشی اور بے وفائی کا ثمرہ ہے۔انسان عجلت پسند پایا گیا ہے اور وہ حقیقت سے نظریں چراتا ہے اور اپنی ذات کے نہاں نقص کو سامنے لانے سے ڈرتا ہے۔ محبت کرنا اور محبت کے اظہار سے خائف رہنا ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان کی شخصیت کے وقار پر منفی زد پڑتی ہے اور انسان یہ سوچتا رہ جاتا ہے کہ احساس کی دُنیا میں بے لطفی اور بے آرامی کو کوئی دخل نہیں ہے۔

یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان کی بظاہری ہیئت میں نقاشِ ذات کے عُنصر کی دگر گونی کھل کر سامنے آتی ہے۔ گھڑی بھر مسکرا کر یاد کے آنے سے دل میں ٹھہری یاد کو بے قرار نہیں کیا جاسکتا۔

محسن خالد محسن کے ہاں نشاطیہ پہلو کی فراوانی ملتی ہے۔ان کی غزل کے بیشتر اشعار میں غم کی بجائے خوشی اور بے قراری کی بجائے اطمینان کی سی فضا ملتی ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ پہلے شعری مجموعے میں دوسروں کو واعظ کرنے کا عنصر کیسے در آیا جبکہ یہ عمر اور سخن وری کا یہ دور رومانوی ہوتا ہے جس میں شاعر کی طبیعت میں بلا کی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

تیزی اور پھُرتی ہوتی ہے اور پُھدکتا رہتا ہے اور تخیلی گھوڑے پر بیٹھا ہر چیز کے ظاہر پر مرتا دکھائی دیتا ہے۔ محسن خالد محسن کے ہاں ایسی صورتحال نہیں ملتی بلکہ ایک طرح کی وارفتگی اور سراسیمگی کی فضا ان کی غزل پر چھائی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ یہ اشعار دیکھیے:

ـــ خزاؤں میں گل کھلاؤ جاناں   اُداسی ہے مسکراؤ جاناں

ـــ مرا دل ویران ہے برسوں سے   یہاں کچھ رونق لگاؤ جاناں

ـــ خریدو لیکن پرکھ لو پہلے   فقط صورت پر نہ جاؤ جاناں[26]

خریدنے سے پہلے پرکھنے کی دعوت دینا بھی حیران کن عمل ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان کسی چیز کا سودا کرے اور فروخت کرنے سے پہلے اسے کسوٹی پر رکھ کر تجزیہ کرنے کا موقع بھی فراہم کرے۔ یہ عمل محسن خالد محسن کی فکری جولانی کا پتہ دیتا ہے۔ ان کی شاعری ان کی ذات کا ایک عکسِ فراواں ہے جس میں ظاہر و باطن میں ایک شفافیت کا عنصر در آیا ہے۔ اکثر یوں ہوتا ہے کہ انسان سوچتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی بلکہ بعض اوقات بیسوں دفعہ چاہی گئی اور تقاضا کی گئی خواہش کو پورا نہیں ہونے دیا جاتا۔

انسان تغافل کے عمل سے گزرتا ہے اور سوچتا ہے کہ جس طرح میں دوسروں کے لیے اپنے دل میں جذبات رکھتا ہوں، اسی طرح دوسرے میرے لیے کیوں ویسے احساسات نہیں رکھتے۔ یہ عمل محسن خالد محسن کے ہاں بھی دکھائی دیتا ہے۔

ـــ خود سے آنکھیں چُرا رہا ہوں   خود سے خود کو چُھپا رہا ہوں میں

ـــ وہ مری اک بھی نہیں سنتا   اس کو کب سے بلا رہا ہوں میں

ـــ لوگ نا جانے کب سے سوئے ہیں   ان کو کیوں کر جگا رہا ہوں میں[27]

سوئے ہوئے لوگوں کو جگانے کا عمل بھی اپنے اندر حیرت اور استعجاب لیے ہوئے ہے۔ یہ شاعر کا بنیادی کام ہے کہ وہ غافل اور حقیقت سے بے خبر لوگوں کو اصل صورتحال سے آشنا کرے اور انھیں یہ احساس دلائے کہ دُنیا بے فکری کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک موقع ہے کچھ کر گزرنے کا اور کچھ لے اُڑنے کا اور کچھ نہ کچھ بن جانے کا۔ محسن خالد محسن کے ہاں اسی عارضی دُنیا میں بہت آگے بڑھنے اور حسبِ خواہش ہر چیز کو اپنے اختیار اور دسترس میں لینے کا شدید اظہار ملتا ہے۔

محبت کے مراحل میں دُنیا کے ردعمل سے خائف ہو کر عشق کی نگری سے بھاگ جانا ایک عاشقِ صادق کا شیوہ نہیں ہے۔ عاشق کا کام ہی یہ ہے کہ وہ محبوب کے قدموں میں پڑا رہے اور جب تک دل سے اس کی تائید نہ کرے اور زبان سے اِس کا اظہار نہ کرے، بات بنتی نہیں ہے۔ محسن خالد محسن کے ہاں عشق کے امتحان کا ذکر ملتا ہے اور اس وادی پُر خار میں پاؤں کے فگار ہونے کا تاثر بھی ملتا ہے۔ عشق کے موجب ملنے والی اذیتیں اور ملامتیں ایک عاشق کے لیے سرمایہ افتخار ہیں۔

ـــ آنکھ میں اشک پھر سے رواں ہو گئے   سخت تر عشق کے امتحاں ہو گئے

ـــ میں انھیں دور سے دیکھ سکتا ہوں بس   لوگ جو صورتِ آسماں ہو گئے

ـــ جو مرے ساتھ رہتے تھے شام و سحر   جب مصیبت پڑی گُم کہاں ہو گئے؟

ـــ منزلیں ساری ہی دُھندلانے لگیں   راستے سارے ہی بے نشاں ہو گئے[28]

مصیبت پڑنے پر اپنے اور پرائے سبھی دور ہو جاتے ہیں اور انسان اکیلا رہ جاتا ہے۔ آنکھوں سے اشک تھمتے نہیں ہیں اور انسان چاہ کر بھی خود کو اِس بات پر راضی نہیں کر پاتا کہ یہ دُنیا امتحان گاہ ہے اور یہاں کوئی کسی کا نہیں ہے۔ انسان اس دُنیا میں آتا ہے اور یہاں کی ہر چیز کو مانوس پا کر اپنے لیے فائدہ مند سمجھ لیتا ہے اور اس سے توقعات وابستہ کر لیتا ہے۔

وقت پڑنے پر جب ان سے متوجہ ہوتا ہے اور عجب حیران کر دینے والے منفی رویے سے اس کا سابقہ پڑتا ہے تو اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ انسان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے اور وہ محض ایک مجبور اور مقہور انسان بن کر رہ گیا ہے۔ اس جذبے کا احساس محسن خالد محسن کے ہاں کثرت سے ملتا ہے۔

ـــ تمھاری دید کی خاطر جہاں کی خاک چھانی ہے   مری آوارگی کا سلسلہ تجھ سے ہی ملتا ہے[29]

ـــ کتنے مجبور ہیں مزدور روٹی کے لیے   پتھروں میں ہی جو خواہش کو گنوا دیتے ہیں[30]

ـــ نہیں ہے اعتبارِ زندگانی   یہاں بے موت بھی مرنا پڑے گا[31]

ـــ وہ جس نے میری راہ کا ہر خار چُننا تھا   وہ شخص میرے رستے کی دیوار ہو گیا[32]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

زندگی کی نیرنگیوں اور رونقوں سے اکتا کر خود کو تنہائی کا اسیر کر لینا ایک عام انسان کے نزدیک پاگل پن ہے لیکن یہ پاگل پن شاعر کو زیب دیتا ہے۔ شاعر ایک عام انسان سے زیادہ حسّاس اور زیادہ کی مانگ کا تقاضا کرتا ہے اس لیے اِسے وہ کچھ نہیں ملتا جسے اس کی چاہ ہوتی ہے۔ اس عمل کے ردِ عمل کا یہ مظاہرہ شاعر کی ذات اور رویئے سے برآمد ہوتا ہے کہ یہ دُنیا سے کٹ جاتا ہے اور تنہائیوں، ویرانیوں اور بَن کو اپنا جائے مقام بنالیتا ہے اور اپنے اندر میں خود کو کہیں چھپالیتا ہے۔ رازداری اور سر مستی کا یہ عالم شاعر کی اندرونی کیفیت کی خارجی سطح پر ایمائیت کا واہمہ بن جاتی ہے۔ محسن خالد محسن کے ہاں بھی اس تاثر کو دیکھا جاسکتا ہے۔

؎ بزم تنہا سجائے بیٹھا ہوں　　　خود کو خود سے ملائے بیٹھا ہوں

؎ زندگی موت کی امانت ہے　　　زندگی کو مٹائے بیٹھا ہوں

؎ کتنی تاریک راہ میں محسنؔ　　　ایک دیپک جلائے بیٹھا ہوں[33]

محسن خالد محسن کی غزلیہ شاعری اپنے اندر وسیع جہان لیے ہوئے ہے۔ کچھ کہنا ہے، ایسا شعری مجموعہ ہے جس میں واردات کا بعینہ بیان ملتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے شاعر نے ادھر چوٹ کھائی اور اُدھر غزل کہہ دی، یہ زخم کھایا، وہ رنج اُٹھایا اور یہاں سسکی ہوئی اور وہاں گرانی مول لے لی۔ شاعر حسّاس ہوتے ہیں اور ان کی یہی حسّاسیت کلام نظم و نثر میں دکھائی دیتی ہے۔ وحید احمد زمان لکھتے ہیں:

> ”کچھ کہنا ہے کے نام سے ہی حیرتوں کے سفر کا آغاز ہو جاتا ہے کہ اتنی طویل گفتگو کرنے کے بعد بھی کچھ کہنے کی تشنگی؟ لیکن یہ حقیقت سے متصادم ہر گز نہیں بلکہ حقیقت کے بہت قریب ہے کہ انسان شب و روز لاتعداد باتیں کرتا ہے لیکن جو کچھ کہنا چاہتا ہے وہ پھر بھی نہیں کہہ پاتا بلکہ بعض اوقات کسی ایک بات کو کرنے میں ناقابلِ یقین عرصہ لگ جاتا ہے۔“[۳۴]

کچھ کہنا ہے کہ تمام غزلیات میں ایک عنصر کی ترجمانی برابر ملتی ہے اور وہ یہ کہ باہمی محبت، پیار اور ملن و آشتی کا درس بہت واضح ہے۔ محسن خالد محسن کی بظاہر شخصیت بھی ایسی ہی دکھائی دیتی ہے۔ ایک بے ضرر انسان کی اعلیٰ سوچ جس پر کسی قدغن کو دخل نہیں ہے۔ یہ اشعار دیکھیے:

؎ مرے ہم سفر تو رہے یوں سلامت　　　ہمیشہ خدا کی رہے تجھ پہ رحمت

؎ مجھے ناز ہے تیرا بندہ ہوں مولانا　　　اگر خوش رہے تو یہ دُنیا ہے جنت[35]

محسن خالد محسن کے ہاں حمد و ثنا سے قسمت کے جاگنے کا شعور ملتا ہے۔ وحدانیت و رسالت پر کامل ایمان اس بات کا ثبوت ہے کہ شاعر کی ذہنی تربیت اسلام کے عین اُصول پر ہوئی ہے اور شاعر نے خود کو شعوری طور پر اسلامی تعلیمات کے تتبع میں بے نیاز خدا کے سامنے سر بسجود دکھایا ہے۔

؎ مجھے حمد کہنے کی محسنؔ ہے خواہش　　　کہ حمد و ثنا سے ہی جاگے کی قسمت[36]

شاعر کے ہاں ایک شخص کی بازیافت کا عمل نہیں ہوتا بلکہ شخصیات کا ایک ہجوم ہوتا ہے جن کو کڑیوں کی صورت باہم ملا کر ایک تصویر بنائی جاتی ہے اور پھر اس تصویر کو کسی جسم پر لیپ کر اسے تنفس کے ذریعے متحرک کر کے دیکھنے کی خواہش کو اوجِ کمال کی فنکارانہ اُپج قرار دیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا کرب ناک عمل ہے جس سے شاعر عمر بھر گزرتا رہتا ہے۔

؎ تری یاد بھی بوجھ بننے لگی ہے　　　جسے اب اُٹھانے کی ہمت نہیں ہے[37]

؎ میں تو کانٹوں پر بھی سو گیا محسنؔ　　　اور پھولوں پر بھی وہ سو نہ سکا[38]

؎ میں کہ دُنیا کی روش سے واقف نہیں اب تک　　　لوگ ہر بات مری کھیل بنا دیتے ہیں[39]

؎ کتنے حسیں نشیب و فراز الفتوں کے ہیں　　　تھے پستیوں میں اوج پہ ہم کو بٹھا دیا[40]

کچھ کہنا ہے، شعری مجموعہ میں روایت کے ساتھ جدت اور تازگی بھی پائی جاتی ہے۔ محسن خالد محسن کے اس شعری مجموعہ کو مزید تنقیدی نگاہ سے دیکھا جائے تو زبان و بیان کے لوازمِ فنی کا شعوری استعمال بھی ملتا ہے۔ محاورات و روزمرہ اور تلمیحات و استعارات کا ایک نظام بھی موجود ہے۔ مصرعوں کی بُنت اور شعر کی تراش خراش کے ساتھ تخیل کی پرواز بھی مرورِ وقت کے ساتھ پختہ ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ وحید احمد زمان لکھتے ہیں:

> ”محسن خالد محسن کی شاعری میں عام سے عام بات کو بڑے خاص انداز میں شعری پیراہن عطا کیا ہوا ملتا ہے۔ سادگی کا یہی عنصر ہمیں اس کی ظاہری شخصیت کے مجموعی تاثر میں بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ محسن خالد محسن کے شعری مجموعے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

میں بہت سارے اشعار ایسے ہیں جو پڑھنے والے کو اپنی جانب متوجہ کر لیتے ہیں لیکن اس کی بنیادی صرف سادگی نہیں بلکہ خیال آفرینی اور برجستگی بھی ہے۔''(۴۱)

محسن خالد محسن کے شعری مجموعہ کچھ کہنا سے چند اشعار انتخاب کیے جاتے ہیں جن سے شاعر کی شاعرانہ انفرادیت کا پتہ چلتا ہے اور یہ تاثر واضح ہوتا ہے کہ ان کے ہاں شاعرانہ لیاقت کا صحیح مذاق پوری طرح موجود ہے۔ بطور نمونہ اشعار دیکھیں:

؎	میں تلخیوں میں بھی ہر بار مسکراؤں گا	خوشی جو آتی نہیں راس کوئی بات نہیں 42
؎	تجھ سے شکوہ بھی نہیں کرنا مجھے	جا رہا ہوں شہر تیرا چھوڑ کر 43
؎	چاہے غم کا موسم ہو چاہے خوشیوں کی رُت ہو	تیرے بِن آنکھوں کو چھلکنے میں دیر نہیں لگتی 44
؎	کہاں پھول سے رہتی ہے دور خوشبو	نظر ہم سے کب تک چرا تا رہے گا 45
؎	یہ کرم ہی تو ہے اُن کا	وہ جہاں ہیں میں وہاں ہوں 46
؎	ہنس لو جی بھر کے رقیبو!	وقت مجھ پر کچھ بُرا ہے 47
؎	پہلے ہی کم نہ تھے جہاں کے دُکھ	اس پہ دُکھ تیرا مجھ کو سہنا پڑا 48

محسن خالد محسن کا دوسرا شعری مجموعہ دُھند میں لپٹی شام ہے جو حُسن قلم پبلی کیشنز، لاہور سے جنوری 2016 میں شائع ہوا تھا۔ اس شعری مجموعے میں غزلیات کے علاوہ نثری اور آزاد نظمیں بھی شامل کی گئی ہیں۔ یہ مجموعہ 156 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مجموعہ میں محسن خالد محسن کے بارے میں احمد فراز بلوچ، مہ جبین بشیر اور وحید احمد زمان کی تنقیدی آرا بھی شامل ہیں۔

یہ مجموعہ پہلے شعری مجموعہ کے دو برس بعد شائع ہوا جس میں فنی نکتہ نظر کے حوالے سے پختگی اور تازگی نظر آتی ہے۔ اس مجموعہ کو حلقہ احباب اردو کی طرف سے سراہا گیا اور اس پر تقریب پذیرائی میں تحسین کے کلمات بھی ادا کیے گئے۔

محسن خالد محسن نے اس شعری مجموعہ کا انتساب محبت کے نام کیا ہے، یہ دیکھنے کی چیز ہے کہ شاعر کے نزدیک محبت ہی اصل انتساب ہے اور اس سے بڑھ کر محبت ہی زندگی کا حاصل ہے۔ وحید احمد زمان لکھتے ہیں:

''کسی نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آپ کو موسم کون سا پسند ہے تو میں نے کہا کہ دُھند اور اندھا دھند مجھے بہت زیادہ پسند ہے۔ دُھند میں لپٹے منظر مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔ ان مناظر میں رومانویت کے بکھرے حسین رنگ بہت ہی دل کش ہوتے ہیں، دُھند میں لپٹی شام کا تو کیا ہی کہنا، ایسی شام میں گرم کافی کا لطف حُسن شام کو دوبالا کر دیتا ہے۔''(۴۹)

محسن خالد محسن نے اس شعری مجموعہ میں زیادہ زور نظمیات پر رکھا ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس مجموعہ میں انھوں سے پہلے سے لکھ رکھی نظمیات کو شامل کیا ہے اور غزلیات البتہ تازہ واردات محسوس ہوتی ہیں جن میں تجربے کی بازگشت کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ سوچ سے مارا نظم ملاحظہ کیجیے:

پیار مجھ سے بہت کرتی ہے
چھپ کے اظہار بھی یہ کرتی ہے
روشنی بھی عجیب ہوتی ہے 50

محسن خالد محسن نے نظموں کے دائرے کو وسیع کیا ہے۔ ان کی نظموں کے تلازمے اپنی ذات کی کھوج اور معاشرے میں اُٹھائے گئے سوالوں کے جوابات کے گرد گھومتے ہیں۔ ان کی نظم کا کینوس محدود اور تنگ ہونے کی بجائے وسعتِ تابناکی کا نظارہ پیش کرتا ہے۔ نظم کی زمین ہموار اور متعدل ہوتی ہے جس کی کوکھ میں معمولی اور ادنیٰ خیال کو بھی رسائی ملتی ہے اور وہ بیج جڑ پکڑ کر چھتنا بننے کے عمل کے مواقع سے خود کو گزارتا ہے۔ نظم کی یہی خاصیت اِسے دیگر اصناف سے ممتاز کرتی ہے۔

نظم اضطرابِ ہستی ملاحظہ کیجیے:

دل میں کتنی ہی خواہشیں
ہر
پُھوٹ کر سُوکھ جاتی ہیں
کیوں میسر نہیں سکوں کی لے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

دل نگر میں رواں ہے جو دریا

رات بھر وہ تو چڑھتا رہا ہے[51]

دل نگر ایسی ایک ترکیب ہے جس سے دل کے جملہ احساسات کو زبان مل جاتی ہے اور شاعر کا کام بھی یہی ہے کہ وہ دل نگر اور دل محلے کی جملہ واردات کو شعری زبان دے کر اظہار کا موقع فراہم کرے تا کہ دل میں موجود احساسات کی دُنیا کو خوارج سے ہم آہنگ و باہم آشنا ہونے کی رسائی مل سکے۔

محسن خالد محسن کے اس معاشرتی دباؤ، جبری گھٹن اور تنگ دامانی کا احساس بہت شدت سے ہوا ہے۔ان کی نظموں میں ایک طرح کی بے چینی، بے قراری اور اضطراب پایا جاتا ہے۔شاعر کسی مصنوعی قید میں مقید ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے پر کھول دیئے جائیں اور وہ آزاد فضا میں بہت دور کہیں اُڑ جائے اور دُنیا کی کثافتوں سے خود کو علاحدہ کر کے چھپ جائے اور کسی کو نظر نہ آئے۔ نظم الجھن ملاحظہ کیجیے:

اُلجھنیں اِتنی ہیں زندگی میں

کہ دل کرتا ہے

جان اپنی میں لے لوں

خود اپنے ہی ہاتھوں سے

پھر سوچتا ہوں

مرے قتل کا الزام کس پہ ہو گا؟[52]

خود کو مار ڈالنے کا رویہ ایک نرگسی رویہ ہے جو خود ساختہ ہونے کے باوجود اپنے اندر فطرت کی تابناکی لیے ہوئے ہے۔شاعر ایک عجیب و غریب ذہن کے مالک ہوتے ہیں۔ان میں تلون مزاجی اور شوریدہ مزاجی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ان کے ہاں کسی چیز کو ثبات میسر نہیں ہوتا اور یہ اکثر و بیشتر بیزار و نفرین دکھائی دیتے ہیں۔ محسن خالد محسن نے اسی کرب کا تذکرہ نظم نسلی خلا میں کیا ہے۔

آئینے کی تراش

ناممکن

کیا غرض ہے سقیل چیزوں کو

کہ بدل جائیں

ناتواں کب ہیں

عہدِ حاضر کے طفلِ سہل پسند

منزلوں کا پتہ جو دیتے تھے

کھو گئے ہیں کہاں وہ منظر سے[53]

محسن خالد محسن کی نظموں کے کینوس پر متنوع تصویریں محو آرایش ہیں۔غزلیات کی نسبت نظمیات میں محسن خالد محسن کا قلم زیادہ رواں محسوس ہوتا ہے۔ نظم کی زمین میں فراخی موجود ہوتی ہے جبکہ غزل میں جگہ جگہ دامن الجھتا ہے اور احتیاط سے گزرنا پڑتا ہے۔ محسن خالد محسن کی نظمیہ شاعری میں مسلسل اُٹھان اور بدلاؤ کا عمل کار فرما ہے، جیسے کوئی دریا پانی کی روانی کو تعطل میں لائے بغیر اپنے اندر کے سُوکھے پن کو سیر ابیِ آب سے آشنا کر دے۔ماہ جبیں بشیر لکھتی ہیں:

> ”محسن خالد محسن بھی انھی لوگوں میں سر فہرست ہیں جنھوں نے اپنی کل کائنات کو شاعری کی شاہانہ پوشاک پہنا کر ہمارے سامنے محوِ رقص چھوڑ دیا ہے جس نے ایک ادنیٰ مخلوق شرم و حیا کے قفس سے رہائی بھی پاتی ہے۔دُھند میں لپٹی شام کے بارے میں یہی کہوں گی کہ محسن خالد محسن نے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں اُتر جانے والی کیفیت کی لے میں ڈوبی ہوئی شاعری تخلیق کی ہے جس کی تاثیر قاری کے ذہن پر نقش ہو جاتی ہے۔“[۵۴]

مہ جبیں بشیر کی رائے میں وزن اس لیے ہے کہ شاعر اپنے دُکھ اور آلام و افکار کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اپنے ارد گرد کے ماحول اور اس معاشرت میں بسنے والے جملہ افراد کے جذبات و احساسات کی ترجمانی بھی کرتا ہے۔یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں کربِ آگہی سے ناشنائیِ ذات کے جملہ پہلو ملتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

محسن خالد محسن کے ہاں اس اجتماعی احساس کا فراواں احساس نظم و غزل میں دیکھا جا سکتا ہے۔ معاشرتی منافقت، تنگ نظری، نرگسیت اور کھُوکھلا تضاد سمیت درجنوں ایسے عناصرِ مخرب ہیں جن کا تعلق انسان کی اجتماعی سوچ سے متصل ہوتا ہے جس سے معاشرت کے اُصولوں کو تج کر اپنی مرضی سے زیست کرنے کی باغیانہ سوچ جنم لیتی ہے۔ محسن خالد محسن کے ہاں اسی احساس کی ترجمانی نظم دو رُخی میں اس طرح ملتی ہے:

تسکینِ خواہشات کا اک اضطراب ہے
یہ زندگی تو ایک مہکتا گلاب ہے
رگ رگ میں لیکن
اس کے اُترتے نوکیلے خار
پہلے تو زخم دیتے ہیں
پھر مار دیتے ہیں 55

زخم کو زخم کہنا اور بقول احمد ندیم قاسمی پھول بتانا اتنا سہل ہوتا تو زخم کی اذیت کی پھر پرواکون کرتا۔ زخم اور اذیت باہم مدغم نہیں ہو سکتے۔ انسان حسّاس ہو سکتا ہے لیکن بے حِس نہیں ہو سکتا۔ انسان میں چاہے جانے اور چاہتے رہنے کی جملہ وارداتِ قلبی کو کسی نہ کسی صورت متشکل ہونا ہی پڑتا ہے۔ قلبی احساس کو متشکل کرنے کا سہرا محسن خالد محسن کے سر جاتا ہے۔ وحید احمد زمان بھی اسی کیفیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

''محسن خالد محسن کی نظموں کو پڑھتے ہوئے یہ واضح طور پر محسوس ہوتا ہے کہ نو عمری کے رومانوی جذبات کے حصار میں یہ شخص پوری طرح گھرا ہوا ہے۔ یہ اپنے جذبات کو نظموں میں بڑی آسانی اور روانی کے ساتھ بیان کرتا دکھائی دیتا ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ اسے رومانویت کے علاوہ زندگی کا کوئی اور پہلو دکھائی ہی نہیں دیتا، رومان پسندی اپنی جگہ زندگی کے دیگر موضوعات، مسائل اور انسانی جذبات کے اُتار چڑھاؤ کو بھی محسن نے اپنی نظموں کا عنوان بنایا ہے۔''(۵۶)

محسن خالد محسن کے ہاں انسانی حیات کے جملہ حوادث کا ذکر ملتا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ ایک شخص جو ابھی جوانی کے اوائل میں ہے اور اس کی عمر کچے کچے جذبات سے بہلنے کی ہے وہ زندگی کے سنجیدہ، گہرے اور انمٹ حادثات کو اپنی نظموں میں بیان کر رہا ہے اور بیان کا سلیقہ بھی ایسا کہ ایک گہری اور دبیز تاثیر اس کے شاعرانہ اُسلوب میں نظر آتی ہے۔

نظم اطمینان ملاحظہ کیجیے۔

وقت تقسیم کرتا ہوں اب میں
کوئی خواہش نہیں ہے اب میری
اب نہیں انتظار آنکھوں میں
کوئی دُکھ بھی نہیں
بہت خوش ہوں
اپنی قسمت پہ
خود پہ
اور تجھ پہ 57

اپنے آپ سے خوش ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن بیچ راستے چھوڑ کر علاحدہ راستہ تراشنے والے شخص کی جملہ حرکات سے کیسے خوش ہوا جا سکتا ہے۔ زمانے کی تلخیوں، نارروائیوں اور آلام کا سبب بننے والے کو یوں معاف کر دینا اور نظر انداز کر دینا اور اپنی راہ پر خود کو گامزن کیے رکھنا یہ اتنا آسان کام نہیں ہے یہ جگر گردے کا کام ہے اور یہ حوصلہ محسن خالد محسن کے ہاں دکھائی دیتا ہے۔ محسن خالد محسن اپنے اس رویئے کے بارے میں دیباچے میں لکھتے ہیں:

''مجھے عادت ہے کہ میں اپنی نالائقی کا اظہار کھل کر نہیں کر پاتا بلکہ ڈھکے چھُپے الفاظ میں کرتا ہوں۔ دیکھیے نا! بات شاعری کی اہمیت وافادیت کی ہو رہی ہے، بات تو انسانی زندگی اور اس سے متعلقات کی ہو رہی ہے اور میں نا جانے کیوں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

قلم کی نوک کو اپنی ذات اور اس سے متصل واقعات کے بیان کی طرف موڑنے کی بظاہر بھرپور کوشش کر رہا ہوں
تاہم حقیقتاً ایسا کر نہیں پا رہا ہوں۔"(۵۸)

اظہار نہ کرنے کے باوجود پوری طرح اظہار کرنے کی صلاحیت محسن خالد محسن کے شعری اُسلوب میں دکھائی دیتی ہے۔ان کی مختصر نظموں میں ایک کہانی پورے طور سے جلوہ گر دکھائی دیتی ہے۔کہانی اپنے اندر تجربے کو الفاظ کے پیراہن کی صورت خارج کی دُنیا سے ہم آہنگ کرتی ہے۔یہی وصف ان کے ہاں نظموں کے پُرکشش اور توجہ طلب عناوین میں جھلکتا ہے۔

محسن خالد محسن کی نظموں میں نسائی شعور کا گہرا ادراک ملتا ہے۔یہ حیران کن امر ہے کہ ایک مرد شاعر کے ہاں نسائی شعور کی جھلک کیوں فراواں ہے۔اس کی وجہ شاید شاعر کا حسّاس طبعیت کا ہونا ہے۔شعرا کے ہاں صنف کی تخصیص نہیں کی جاتی البتہ بعض شعرا کے ہاں روایت سے ہٹ کر انفرادی تشخص کی شناخت کو برقرار رکھنے کی روش بھی دکھائی دیتی ہے۔محسن خالد محسن کے ہاں اسی روش کا واضح اظہار ان کی بیشتر نظموں میں دکھائی دیتا ہے۔نظم ضبط ملاحظہ کیجئے:

اپنے کمزور بدن کو
بھلا یوں کب تک
اُن ہوس بھری آنکھوں سے
بچا کر رکھوں
وہ باولے کتے کی طرح
کچھ دن سے
پڑ گیا ہے مرے پیچھے
میں جدھر جاؤں
اپنے دامن کو بچاؤں
اپنی طرف وہ کھینچے 59

مذکورہ نظم میں شاعر کی معاشرتی گھٹن پر گہری نظر کا پتہ چلتا ہے۔شاعر کا کام ہی معاشرتی انحرافات کی نشان دہی کرتے ہوئے اس کی اصلاح اور سدھار کا رُخ متعین کرنا ہے۔شاعر معاشرے کا نبض شناس ہوتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اُس کی آواز کو دُنیا متوجہ ہو کر سُنے اور اس کی آرا کو اہمیت دے۔عامر فراز نے اس مجموعے پر اپنی یوں رائے دی ہے:

"محسن خالد محسن سے میری شناسائی غزالی پریمئر کالج لاہور میں ہوئی۔مجھے محسوس ہوا کہ میں ایک فلاسفر سے راست گو انسان سے مل رہا ہوں جو ہر حوالے سے ایک سچا اور کھرا انسان ہے۔یہ نوجوان اپنے تخیلات کو الفاظ کے خوبصورت قالب میں ڈھالنے کا فن خوب جانتا ہے۔اس کے خیالات انسان کے قلبِ مضطرب کو سکون اور طمانیت کی لذت سے محظوظ کرنے کا سلیقہ عطا کرتے ہیں۔"(۶۰)

محسن خالد محسن کے بیان کی تازگی اور خیال کی نُدرت کا پہلو بہت صحت مند ملتا ہے۔اس نے اپنی نظموں کو طوالت سے حتی الامکان بچایا ہے اور شعوری کوشش کی ہے کہ بات مختصر مگر جامع انداز میں کہہ دی جائے۔یہ ایک شاعر کا انفرادی وصف ہے کہ وہ قاری کی دلچسپی اور حالات کے تقاضا کو سمجھتے ہوئے خیالات کو الفاظ کا پیرہن عطا کرتا ہے۔محسن خالد محسن کے ہاں سوچ، تفکر اور تدبر کا پہلو بھی نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے۔نظم سوچو ! محض چار لائن پر مشتمل ہے مگر فصاحت کے اعتبار سے سمندر اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔

ساحل پہ کھڑے ہو کر
سوچو!
لہریں ساحل سے ٹکرا کر
واپس کیوں مُڑ جاتی ہیں! 61

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

سوچنے کا یہ عمل انسان کی دسترس میں کہاں ہوتا ہے کہ انسان سوچ کے تقاضے کو وقت کی تیز رفتار گردش کے ساتھ جوڑ سکے۔ شاعری اور شاعر اور خیال سے تخیل کا عمل ایسی ہی تخلیق کو جنم دیتا ہے جس سے قاری اور شاعر کی اساس باہم ایک سطح پر کھلتی اور منضبط ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ وحید احمد زمان لکھتے ہیں:

> ''دُھند میں لپٹی شام کا مطالعہ کرنے سے راز کھلا کہ محسن کا رجحان غزل کی نسبت نظم کی طرف زیادہ ہے۔ اس مجموعے میں کثیر تعداد میں نظموں کو شامل کر کے شاعری کی کسی ایک صنفِ سخن پر اکتفا کرنے کی بجائے محسن نے ہمہ رنگ اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ غزل کی وادیٔ پُر خار سے آزاد نظم کے جہانِ خوش رنگ کی جانب محسن کا یہ سفر خوش گوار اور کامیاب رہا ہے۔''(۶۲)

محسن خالد محسن کے شعری مجموعے دُھند میں لپٹی شام میں غزلِ مسلسل کا شعوری تجربہ ملتا ہے۔ بیس غزلیات ایک ہی بحر میں لکھی گئی ہے۔ ان غزلیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محسن خالد محسن نے ناصر کاظمی کی پہلی بارش کے شاعرانہ اُسلوب اور زمین کا تتبع کیا ہے اور اسی زمین میں اپنے رومانوی تجربے کو لکھنے کی کوشش کی ہے۔

ان غزلیات کو پڑھتے ہوئے ناصر کاظمی کی پہلی بارش بار بار ذہن میں گونجتی ہے۔ اپنے عہد سے بہت پہلے ایک بڑے شاعر کے اُسلوب اور اُس کی زمین میں لکھنا دراصل اُس شاعر کو شعری خراج ہوتا ہے جس کی تحسین کی جانی چاہیے۔ یہ اشعار ملاحظہ کیجئے جس میں محسن خالد محسن کی رومانوی ہڈ بیتی کا جملہ مذکور ہے۔ بطور نمونہ چند اشعار دیکھیں:

؎ نگاہوں نے جو دیکھا تھا — مرا محبوب چہرا تھا
؎ مری تو روح پیاسی تھی — وہی سیراب کرتا تھا[63]
؎ میں خوش خوش کتنا پھرتا تھا — وہ مجھ میں لوٹ آیا تھا[64]
؎ وفا کی جھیل سوکھی ہے — یہاں جھرنا بھی بہتا تھا[65]
؎ وہ ترے وصل کا لمحہ — مجھے ہر لطف دیتا تھا[66]
؎ وہ گھر ہے یاد اب تک — جہاں میں تجھ سے ملتا تھا[67]
؎ وہی آخر ہوا کیوں کر — جو تم نے سوچ رکھا تھا[68]

محسن خالد محسن نے ان مسلسل غزلیات میں ایک نووارد تجربے کا ذکر کیا ہے جو ان کی ہڈ بیتی معلوم ہوتا ہے۔ شاعر ایک عام انسان ہوتا ہے جس کے ہاں مشاہدے کی توانائی زیادہ ہوتی ہے۔ بعض اوقات وہ دوسروں کے غموں اور آلام کو اپنے لیے درد بنالیتا ہے اور زخموں کو کُرید کر اسے پھاہا بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ زخم در زخم جسم کی رنجور کیفیت شاعر کو مزہ دیتی ہے اور اسی مزے کو مہمیز کرنے کے لیے دُکھوں، مصیبتوں اور آزمائشوں کے سبب کو تحریک دیتا ہے۔ عامر فراز لکھتے ہیں:

> ''محسن خالد محس نے نوجوان نسل کو شعور اور فہم شناسی کی تحریک دینے کی بھرپور کوشش دُھند میں لپٹی شام میں کی ہے۔ انھوں نے کچھ کہنا ہے اور آبِ رواں کے نام سے بھی کتب تحریر کی ہیں جس میں اپنے مخصوص لب و لہجہ کی انفرادیت کا ثبوت دیا ہے۔''(۶۹)

اس مجموعہ میں غزلیات کا حصہ نظمیات کے مقابلے میں کم ہے۔ ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس مجموعے میں شاعر کا زیادہ زور نظم پر رہا ہے اور غزل کو محض کتاب کی تکمیل کی غرض سے شاملِ تصنیف رکھا ہے۔ غزل کے علاوہ قطعات اور فردیات بھی اس شعری مجموعے میں شامل ہیں۔ محسن خالد محسن کی غزلیات سے چند اشعار بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں جو ان کی فکری جولانی کا پتہ دیتے ہیں:

؎ ایک مدت ہوئی ہوا ہی نہیں — واقعہ وہ جو واقعہ ہی نہیں[70]
؎ دردِ دل کی کوئی دوا دے دو — زندہ رہنے کا آسرا دے دو[71]
؎ ایسا رشتہ جس سے پڑ جائے دراڑ — جوڑنے سے پھر کبھی جُڑتا نہیں[72]
؎ آج پھر دل اُداس لگتا ہے — حادثہ کوئی ہونے والا ہے[73]
؎ میں نے تجھ سے کیا لینا ہے — جو بھی ہے سب تیرا ہے[74]
؎ اچھا لگتا ہے جینا بھی — جب کوئی بچہ ہنستا ہے[75]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

محسن خالد محسن کا تیسرا شعری مجموعہ تیرے بعد ہے جو ابھی غیر مطبوعہ ہے۔ یہ مجموعہ نثری نظمیات پر مشتمل ہے۔اس مجموعہ میں محسن خالد محسن کی پختہ نظمیں شامل ہیں جو طویل اور مختصر ہیں اور اپنے اندر غضب کی شدت لیے ہوئے ہیں۔ان نظمیات کو پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ ان نظموں کا خالق کوئی اور ہے اور پہلی نظمیات میں کسی اور مصور نے رنگ بھرا ہے۔ یہ تفاوت اس لیے ہے کہ محسن خالد محسن کا دوسرا شعری مجموعہ جنوری 2016 میں شائع ہوا تھا اور یہ مجموعہ تا حال کسی وجوہ کے باعث شائع نہیں ہو سکا۔

اس مجموعے میں محسن خالد محسن کی تخیل مزید پختہ ہوا ہے۔زمانے کی ناسازگاری اور ملامتی روش نے ان پر پہاڑ توڑے اور جن آلام و مصائب سے یہ شاعر گزرا ہے اُس کا چشم دید احوال ان نظموں میں پوری طرح جلوہ گر ہے۔اس مجموعہ کی پہلی نظم مداوا کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ شاعر کے اندر کتنی گھٹن،اذیت،بے چینی اور بے قراری موجود ہے جسے باہر نکلنے کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی اور وہ خود اس مصنوعی قید سے باہر نکالنا چاہتی ہے۔

ایک دُکھ نہیں ہے
کتنے دُکھ ہیں جو اس دُکھ میں
شامل ہو گئے ہیں
بات ایک دُکھ کی ہو تو
گوارا کیا جا سکتا ہے
بات اِس دکھ کے علاوہ
اُن زیادتیوں کی ہے
جو مجھ پر روا رکھی گئیں
بات اُن جملوں کی ہے
جو سرِ راہ اچھالے گئے
بات اُن اِظلام کی ہے
جو ناحق مجھ پر ڈھائے گئے
بات ایک دُکھ کی ہوتی تو
گوارا کیا جا سکتا ہے[76]

اس نظم سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر کے ہاں ارتقائی کتنی شدت سے کارفرما ہوتا ہے۔شاعر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خود کو معاشرے سے ہم آہنگ کرنے کے باوجود معاشرے میں رائج اصول و قوانین سے بغاوت کرتا ہے۔شاعر کی شعری حسیّت اسے بے چین رکھتی ہے اور وہ خود کو کسی صورت ایک ظالم سماج میں ایڈجسٹ نہیں کر سکتا۔

اس مجموعہ میں بیسیوں ایسی نظمیات ہیں جن کی طوالت سے بظاہر اکتاہٹ ہوتی ہے تاہم پڑھنے کے احساس ہوتا ہے کہ شاعر نے جزئیات سے کام لیتے ہوئے موضوع کا حق ادا کیا ہے اور بظاہر نگاہوں سے اوجھل حقائق کو سامنے لا کھڑا کیا ہے جس کے بارے میں ہم بالکل بھی نہیں جانتے ہیں۔ایسی ہی ایک نظم دستک ہے۔ملاحظہ کیجئے:

کوئی نہیں ہے
کوئی بھی نہیں ہے
فریاد سننے والا
کان دھرنے والا
سبھی کو پکار بیٹھا ہوں
ہار بیٹھا ہوں
واسطے ڈالے،دہائیاں دے لیں

ہر کسی سے ملامتیں بھی سُن لیں

بہت چیخ و پکار بھی کر لیا

کاسۂ دل غم سے بھر لیا

جو بویا ہے، وہ کاٹ نہیں سکتا

قسمت کا لکھا بانٹ نہیں سکتا

دور سب سے ہو گیا ہوں

نادیدہ بھنور میں کھو گیا ہوں

ممکنہ در تھے جتنے، کھٹکھٹا لیے ہیں

دوست، یار بھی آزما لیے ہیں

کوئی نہیں ہے

کوئی بھی نہیں ہے

فریاد سننے والا

کان دھرنے والا

شاید میں کچھ بھول رہا ہوں

ایک در ہے جسے

کھٹکھٹانا باقی ہے [77]

محسن خالد محسن نے غزل میں طبع آزمائی سے شاعری میں قدم رکھا تھا، وقت گزرنے کے ساتھ آزاد نظم اور پھر نثری نظم کی طرف چلے آئے۔ انھوں نے غزل میں فی الحال مزید سفر کو روک رکھا ہے جبکہ نثری نظمیں برابر کہہ رہے ہیں۔ ان کی نظمیں نیرنگِ خیال، بیاض، ترجیحات اور امروز میں تواتر سے شائع ہوتی رہتی ہیں۔

ماہ نامہ نیرنگِ خیال میں ایک نظم بہت کم یاد آتی ہو، شائع ہوئی جس میں ایک باپ کی بیٹی سے زبردستی علاحدگی کا قصہ منظوم کیا گیا ہے۔ اس نظم کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ یہ نظم مشاہدے کے زور پر نہیں لکھی گئی بلکہ اس نظم میں داخلی احساس کا ہڈ بیتی تجربہ شامل ہے۔ جو درد اور کرب اس نظم میں موجود ہے وہ مشاہدے اور تخیل کی کارفرمائی کا نہیں بلکہ سینے کو چیر کر محبت کو الفاظ میں منظوم کیا ہوا ہے۔ نظم ملاحظہ کیجئے:

تم!

بہت کم یاد آتی ہو

کبھی کبھار

ہفتوں بعد شائد

بُھولے چُوکے

پل بھر کے لیے

تمہارا خیال تصور میں

نمودار ہوتا ہے

لحظہ بھر ذہن میں

انگڑائی لیتا ہے

اوجھل ہو جاتا ہے

یوں لگتا ہے!

تم سے منسوب ہر رشتہ

ختم ہو گیا ہے
تم میرے لیے ناآشنا
میں تمہارے لیے اجنبی
میں کسی کا باپ نہیں
تم کسی کی بیٹی نہیں
اِسے کیا کہا جائے گا؟
کیا یونہی ایک دوسرے کو
رفتہ رفتہ بُھلا دیا جائے گا؟[78]

اس شعری مجموعے کا عنوان تیرے بعد، سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی سے مستقل جُدا ہو جانے کے بعد کا احوال منظوم ہوا ہے۔ اس مجموعے میں مختصر نظمیات کا ایک سلسلہ ملتا ہے جس سے شاعر کی فکر کی جولانی کا پتہ چلتا ہے کہ کس طرح ایک معمولی اور سطحی خیال کو محض چند الفاظ میں بیان کرنے کی قدرت ہونے کے ساتھ کائنات کے وسیع و عریض نظامِ زیست میں پنہاں اسرار و رموز کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

نظموں کا کینوس بہت وسیع ہوتا ہے۔ نظم خواہ مختصر یا طویل، اپنے باطن میں کائنات کی وسعت سمیٹے ہوتی ہے۔ نظم کا ارتقا مسلسل ہو رہا ہے۔ نظم کی روایت اگرچہ قدیم ہے لیکن اس کی تازگی اور ندرت کُھلتے ہوئے گلاب کی طرح ہے۔ صنفِ غزل میں خیالات کی ترجمانی کا عمل ذرا مشکل ہوتا ہے۔

غزل میں شاعر پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے جبکہ نظم میں جس طرح چاہے اپنا آپ پیش کر سکتا ہے۔ گویا نظم غزل کے مقابلے میں شاعر کو زیادہ آسانی اور سہولت فراہم کرتی ہے کہ وہ اس کی در و دیوار کو منہدم کیے بغیر اپنا قصر تعمیر کر سکتا ہے۔ محسن خالد محسن کی نظم مہک باقی ہے، کچھ ایسا ہی منظر پیش کرتی ہے:

کہاں چُھپے ہوتے ہیں یہ حادثے
دفعتاً جو رونما ہوتے ہیں
ان حادثوں نے تو مجھے
توڑ کر رکھ دیا
بھنجھوڑ کر رکھ دیا
توقع سے بڑھ کر دُکھ اُٹھا رہا ہوں
کیسا بے حِس ہوں، جیے جا رہا ہوں

جو کر سکتا تھا، کر چکا
اپنے حصے کا بھر چکا
کوئی راہ، کوئی اُمید نظر نہیں آتی
مجھ رُوسیاہ کو کوئی خوشی نہیں بھاتی
تمہارے لوٹ آنے کا امکان
ناممکن دکھائی دیتا ہے
ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کر
گھر یاد آتا ہے
تم نہیں ہو
تمہاری یادوں کی

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

چہک باقی ہے

مہک باقی ہے [79]

محسن خالد محسن کے ہاں ایک عورت کی گھر سے علاحدگی اور اپنے خاوند سے علاحدگی کا تذکرہ بڑی شدت لیے ہوئے ہے۔ یہ حادثہ ان کی ذاتی اور خانگی زندگی کے سانحات سے عبارت ہے۔ ایک عورت پر گزرنے والی کیفیت اور پدر سری معاشرے میں بیٹی کی پیدائش کے حوالے سے پائے جانے والے تحفظات اور اس قبیح تصور سے جُڑے ہوئے منفی تاثرات کو بیان کرنا شجر ممنوعہ سمجھا جاتا ہے۔ نظم رپورٹ ملاحظہ کیجیے:

بوجھل قدموں سے گھر آئی

میں نے پوچھا

کیا ہوا؟

کچھ نہیں

پھر بھی

کچھ تو ہوا ہے

رپورٹ آگئی ہے

پھر!

بیٹی ہے

اللہ کی دین ہے، کوئی بات نہیں

بات تو ہے نا!

کیا؟

تم نہیں سمجھو گے [80]

مذکورہ مقالہ میں محسن خالد محسن کی شخصیت اور شاعری پر سیر حاصل گفتگو کرنے سے یہ تاثر سامنے آیا ہے کہ محسن خالد محسن کی شخصیت اور شاعری میں ایک اتصال موجود ہے۔ یہ شخص اپنے اندر جتنی شخصی صفات رکھتا ہے اُن کا بعینہ اظہار اس کی شاعری میں منتقل ہوا ہے۔ گویا ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ محسن خالد محسن ایک کامیاب انسان ہونے کے ساتھ ایک بہترین شاعر بھی ہے۔

محسن خالد محسن نے شاعری کے علاوہ کالم نگاری میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ ان کے کالم تواتر سے شائع ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں بطور نقاد ان کے تحقیقی اور تنقیدی مضامین بھی مصدقہ رسائل اور معروف ادبی جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ایک انسان اپنے اندر کئی صفات رکھتا ہے اور یہ صفتا اس کی انفرادی شخصیت کا خاصہ ہوتے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ محسن خالد محسن آنے والے وقت میں اُردو ادب میں نمایاں امتیاز کے ساتھ اُبھر کر سامنے آئیں گے اور اپنے مخصوص ڈکشن اور شاعرانہ اُسلوب سے اردو ادب کے گلستان کو بہارِ نو سے سرفراز کریں گے۔

حوالاجات

۱۔ ساجد محمود، ڈاکٹر، محسن خالد محسن سے مصاحبہ، 18 اکتوبر، 2023، مقام، ملتان روڈ چوہنگ، لاہور

۲۔ ساجد محمود، ڈاکٹر، محسن خالد محسن سے مصاحبہ، اکتوبر، 2023، مقام، ملتان روڈ چوہنگ، لاہور

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

۸۔ایضاً

۹۔ساجد محمود، عظمی پروین،،شہزاد مسیح سے مصاحبہ،26اکتوبر،2023مقام،مریم کالونی، گرین ٹاؤن،لاہور

۱۰۔ساجد محمود، عظمی نورین،ڈاکٹر انجم خان سے مصاحبہ،29اکتوبر2023،مقام،یونس آباد،کالج روڑ،ڈسکہ،سیالکوٹ

۱۱۔اجمل نیازی،ڈاکٹر،پیش لفظ،کچھ کہناہے، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور،نومبر،2013

۱۲۔محسن خالد محسن،کچھ کہناہے،دیباچہ، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور،نومبر،2013

۱۳۔محسن خالد محسن،کچھ کہناہے،دیباچہ، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور،نومبر،2013

۱۴۔محسن خالد محسن،کچھ کہناہے، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور،نومبر،2013،ص14

۱۵۔محسن خالد محسن،کچھ کہناہے، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور،نومبر،2013،ص15

۱۶۔ایضاً،ص،21

۱۷۔ایضاً،ص،29،

۱۸۔ایضاً،ص،41

۱۹۔ایضاً،ص،68

۲۰۔ایضاً،ص،100

۲۱۔ایضاً،ص،21

۲۲۔ایضاً،ص،22

۲۳۔ایضاً،ص،23

۲۴۔وحید احمد زمان،پیش لفظ،کچھ کہناہے، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور،نومبر،2013

۲۵۔وحید احمد زمان،پیش لفظ،کچھ کہناہے، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور،نومبر،2013

۲۶۔محسن خالد محسن،کچھ کہناہے، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور،نومبر،2013،ص51

۲۷۔ایضاً،ص،57

۲۸۔ایضاً،ص،55

۲۹۔ایضاً،ص،68

۳۰۔ایضاً،ص،73

۳۱۔ایضاً،ص،77

۳۲۔ایضاً،ص،87

۳۳۔ایضاً،ص،61

۳۴۔وحید احمد زمان،پیش لفظ،کچھ کہناہے، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور،نومبر،2013

۳۵۔ایضاً،ص،65

۳۶۔ایضاً،ص،66

۳۷۔ایضاً،ص،70

۳۸۔ایضاً،ص،72

۳۹۔ایضاً،ص،77

۴۰۔ایضاً،ص،97

۴۱۔وحید احمد زمان،پیش لفظ،کچھ کہناہے، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور،نومبر،2013

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

۴۲۔ایضاً،ص،90

۴۳۔ایضاً،ص،100

۴۴۔ایضاً،ص،102

۴۵۔ایضاً،ص،117

۴۶۔ایضاً،ص،121

۴۷۔ایضاً،ص،140

۴۸۔ایضاً،ص،144

۴۹۔وحید احمد زمان، پیش لفظ،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016

۵۰۔ محسن خالد محسن،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016،ص23

۵۱۔ محسن خالد محسن،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016،ص25

۵۲۔ایضاً،ص27

۵۳۔ایضاً،ص28

۵۴۔مہ جبین بشیر،دُھند میں لپٹی شام،میری نظر میں،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016،ص25

۵۵۔ محسن خالد محسن،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016،ص31

۵۶۔وحید احمد زمان، پیش لفظ،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016

۵۷۔ محسن خالد محسن،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016،ص34

۵۸۔ محسن خالد محسن،دیباچہ،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016

۵۹۔ محسن خالد محسن،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016،ص59

۶۰۔عامر فراز، سچا اور کھرا انسان(محسن خالد محسنؔ)،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016،ص20

۶۱۔ محسن خالد محسن،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016،ص55

۶۲۔وحید احمد زمان، پیش لفظ،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016

۶۳۔ محسن خالد محسن،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016،ص55

۶۴۔ایضاً،ص97

۶۵۔ایضاً،ص99

۶۶۔ایضاً،ص100

۶۷۔ایضاً،ص106

۶۸۔ایضاً،ص112

۶۹۔عامر فراز، سچا اور کھرا انسان(محسن خالد محسنؔ)،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016،ص21

۷۰۔ محسن خالد محسن،دُھند میں لپٹی شام، حُسن قلم پبلی کیشنز،لاہور، جنوری،2016،ص58

۷۱۔ایضاً،ص66

۷۲۔ایضاً،ص87

۷۳۔ایضاً،ص89

۷۴۔ایضاً،ص91

۷۵۔ایضاً،ص93

۷۶۔ محسن خالد محسن، تیرے بعد، غیر مطبوعہ، مدون، اثاثی نسخہ، مملوکہ، مصنف، ص، 27

۷۷۔ ایضاً، ص34

۷۸۔ محسن خالد محسن، بہت کم یاد آتی ہو، مشمولہ، ماہنامہ، نیرنگِ خیال، مدیر، سلطان رشک، جلد، ۹۹، شمارہ، ۱، جنوری، 2024

۷۹۔ محسن خالد محسن، تیرے بعد، غیر مطبوعہ، مدون، اثاثی نسخہ، مملوکہ، مصنف، ص، 47

۸۰۔ محسن خالد محسن، رپورٹ، مشمولہ، بیاض، مدیر، عمران منظور، جلد، 30، شمارہ، 12، ماہنامہ، دسمبر، ص2023ص، 236

Reference in Roman Script:

1Sajid Mahmood , dr, mohsin Khalid mohsin se musahiba, 18 october, 2023, maqam, Multan Road Chung, Lahore
2.Sajid Mahmood , dr, mohsin Khalid mohsin se musahiba, october, 2023, maqam, Multan Road Chung, Lahore
3.ayzan
4.ayzan
5.ayzan
6.ayzan
7.ayzan
8.ayzan
9.Sajid Mahmood , uzma parveen, , Shahzad maseeh se musahiba, 26 october, 2023 maqam, maryam colony, green town, Lahore
10.Sajid Mahmood , uzma Noreen , dr Anjum Khan se musahiba, 29 october 2023, maqam, Younis abad, college rorh, dsk_h, Sialkot
11.Ajmal nayazi, dr, paish lafz, kuch kehna hai, husn qalam pbli kishnz, Lahore , November , 2013
12.mohsin Khalid mohsin, kuch kehna hai, deebacha, husn qalam pbli kishnz, Lahore , November , 2013
13.mohsin Khalid mohsin, kuch kehna hai, deebacha, husn qalam pbli kishnz, Lahore , November , 2013
14.mohsin Khalid mohsin, kuch kehna hai, husn qalam pbli kishnz, Lahore , November , 2013, s 14
15.mohsin Khalid mohsin, kuch kehna hai, husn qalam pbli kishnz, Lahore , November , 2013, s 15
16.ayzan, s, 21
17.ayzan, s, 21
18.ayzan, s, 29 ,
19.ayzan, s, 41
20.ayzan, s, 68
21.ayzan, s, 100
22.ayzan, s, 21
23.ayzan, s, 22
24.ayzan, s, 23
25.waheed Ahmed Zaman , paish lafz, kuch kehna hai, husn qalam pbli kishnz, Lahore , November , 2013
26.waheed Ahmed Zaman , paish lafz, kuch kehna hai, husn qalam pbli kishnz, Lahore , November , 2013
27.mohsin Khalid mohsin, kuch kehna hai, husn qalam pbli kishnz, Lahore , November , 2013, s 51
28.ayzan, s, 57
29.ayzan, s, 55

30.ayzan, s, 68
31.ayzan, s, 73
32.ayzan, s, 77
33.ayzan, s, 87
34.ayzan, s, 61
35.waheed Ahmed Zaman , paish lafz, kuch kehna hai, husn qalam pbli kishnz, Lahore , November , 2013
36.ayzan, s, 65
37.ayzan, s, 66
38.ayzan, s, 70
39.ayzan, s, 72
40.ayzan, s, 77
41.ayzan, s, 97
42.waheed Ahmed Zaman , paish lafz, kuch kehna hai, husn qalam pbli kishnz, Lahore , November , 2013
43.ayzan, s, 90
44.ayzan, s, 100
45.ayzan, s, 102
46.ayzan, s, 117
47.ayzan, s, 121
48.ayzan, s, 140
49.ayzan, s, 144
50.waheed Ahmed Zaman , paish lafz, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016
51.mohsin Khalid mohsin, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016, s 23
52.mohsin Khalid mohsin, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016, s 25
53.ayzan, s 27
54.ayzan, s 28
55.Meh Jabeen Basheer , dhund mein lipti shaam, meri nazar mein, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016, s 25
56.mohsin Khalid mohsin, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016, s 31
57.waheed Ahmed Zaman , paish lafz, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016
58.mohsin Khalid mohsin, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016, s 34
59.mohsin Khalid mohsin, deebacha, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016
60.mohsin Khalid mohsin, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016, s 59
61.Aamir frazz, sacha aur khara insaan (mohsin Khalid Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016, s 20
62.mohsin Khalid mohsin, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016, s 55
63.waheed Ahmed Zaman , paish lafz, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016
64.mohsin Khalid mohsin, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016, s 55

65.ayzan, s 97
66.ayzan, s 99
67.ayzan, s 100
68.ayzan, s 106
69.ayzan, s 112
70.Aamir frazz, sacha aur khara insaan (mohsin Khalid Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016, s 21
71.mohsin Khalid mohsin, Dhunad main lipti shaam, husn qalam pbli kishnz, Lahore , January , 2016, s 58
72.ayzan, s 66
73.ayzan, s 87
74.ayzan, s 89
75.ayzan, s 91
76.ayzan, s 93
77.mohsin Khalid mohsin, tairay baad, ghair matboa, Madoon , asaasi nuskha, mamloka, musannif, s, 27
ayzan, s 34
78.mohsin Khalid mohsin, bohat kam yaad aati ho, mashmola, mahnamh, nearing khayaal, mudeer, Sultan rashk, jald, ٩٩, shumara, ?, January , 2024
79.mohsin Khalid mohsin, tairay baad, ghair matboa, Madoon , asaasi nuskha, mamloka, musannif, s, 47
80.mohsin Khalid mohsin, report, mashmola, beaaz, mudeer, Imran Manzoor , jald, 30, shumara, 12, mahnamh, decemeber, s 2023 s, 236